﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللہِ يُؤتِيہِ مَن يشاء﴾☆(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محمودا﴾ (بنی اِسرائيل:٨٠)

هفت روزه

الفضل

انٹرنيشنل

مدير اعلیٰ :— نصير احمد قمر

جلد ٦ جمعۃ المبارک ٤؍جون ١٩٩٩ء شمارہ ٢٣

١٨؍صفر ١٤٢٠ ہجری ☆ ٤؍احسان ١٣٧٨ ہجری شمسی

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ١٥؍مئی ١٩٩٩ء: آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں کے ساتھ ملاقات کی کارروائی جو ٦؍جون

باقی صفحہ نمبر ٧ پر ملاحظہ فرمائیں

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو کہ میں وہی ہوں جس کو قوم نے ردّ کیا اور میں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں

"دنیا کے لوگوں نے چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو وہ کبھی کا اس کو مٹا چکے ہوتے۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا ان کو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خدا تعالیٰ ان کا ارادہ نہ کرے وہ کبھی ہو نہیں سکتی ہیں۔ غور کرو میرے معاملہ میں کل علماء اور پیر زادے اور گدی نشین مخالف ہو گئے اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کے لئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی۔ مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا اور پھر جب اس تجویز میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے۔ خون کے مقدمے میں مجھے پھنسایا اور ہر طرح کی کوششیں کیں کہ میں سزا پاؤں۔ ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا۔ اس مقدمے میں مولوی محمد حسین نے بھی میری مخالفت کی اور خود شہادت دینے کے واسطے گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں پھنس جاؤں اور مجھے سزا ملے۔ مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے۔ اس لئے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے ملزم نہیں کر سکتا تو ایذاء و قتل کی تجویز کرتا ہے اور وطن سے نکال دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اس کے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں جب کفار عاجز آ گئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اس قسم کے حیلے سوچے کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کریں یا آپ کو وطن سے نکال دیا جاوے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو ایذائیں دیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں نامراد و ناکام رہے۔ اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہیں رکھتی۔ وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے۔ اب اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو کہ میں وہی ہوں جس کو قوم نے ردّ کیا اور میں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں۔

تم قیاس کرو کہ اس وقت آج سے چودہ برس پیشتر جب میں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو۔ علماء، فقراء اور ہر قسم کے معظم و مکرم لوگ یہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہو جاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے۔ وہ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں۔ مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جس نے راستبازوں کو غالب کر کے دکھایا ہے اس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان کی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آ رہی ہے۔ اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں، اس کے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے۔ ہرگز نہیں! یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں"۔

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ٢٠، صفحہ ٢٥٠۔ ٢٥٢)

فرقان بٹالین کے بعض شہداء کا تذکرہ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے آٹھ بیٹے بھی اس میں شامل ہوئے۔

—— خدمت دین کے دوران طبعی موت پانے والے دو واقفین زندگی کا تذکرہ ——

ان تذکروں کے ذریعہ شہداء سے متعلق بہت سی اہم معلومات اور کوائف اکٹھے ہو رہے ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٢١؍مئی ١٩٩٩ء)

جرمنی (٢١؍مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ ہائیڈل برگ کے نزدیک Epplehiem میں پڑھایا جہاں آج سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا تھا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرۃ کی آیت ١٥٤، ١٥٥ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ..........الخ﴾ کی تلاوت کی اور اس کا عام فہم ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ شہداء کا جو عالمی تذکرہ شروع ہوا ہے آج اس تذکرہ سے پہلے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے۔ اللہ اس اجتماع کو بھی مبارک فرمائے۔ خدا تعالیٰ اس کے ہر پروگرام میں برکت رکھ دے، سب خیر و عافیت سے تشریف لائیں اور خیر و عافیت سے ہی واپس جائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ شہداء کا جو ذکر چلا ہے آج کے بہت مختصر خطبہ میں فرقان بٹالین کے شہداء کا ذکر کروں گا۔ حضور نے فرمایا کہ فرقان بٹالین کا قیام حکومت پاکستان کی درخواست پر عمل میں آیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو کشمیر کے جہاد میں بھی پہل کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اس کے لئے تفصیلی تاریخ ہماری کتابوں میں محفوظ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان

باقی صفحہ نمبر ٨ پر

بہترین زندگی ۔ بہترین موت

میرے بچے زندہ باد

محترم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب شہید کی والدہ محترمہ قدسیہ بیگم صاحبہ تحریر فرماتی ہیں:

میرا پیارا قادر، میرا فخر دیار بیٹا، میری دعاؤں کا ثمر، جو کچا توڑا گیا مگر پکے ہوئے ثمر سے زیادہ شیریں نکلا۔ میری حالت اس وقت ایسی نہیں کہ میں کچھ زیادہ لکھ سکوں۔ مگر یہ کہوں گی کہ ایک دیندار ماں جو اپنے بیٹے کے لئے مانگ سکتی ہے اس نے وہ سب کچھ مجھے دیا۔ وہ ماں باپ کا بہترین خدمت گزار، اطاعت گزار تھا۔ سب سے بڑی خدمت جس کی میں نے اسکی پیدائش سے بھی پہلے تمنا کی تھی، وہ بہترین خادم دین تھا۔ میرے بیٹے کا ایک ایک منٹ دین کی اور ماں باپ کی خدمت میں گزرا اگر کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا۔ وہ اپنے بچوں کو خاطر خواہ وقت نہ دے سکتا تھا۔ اس کا طریق اس نے یہ سوچا کہ ایک وقت میں دو کام ہو جائیں وہ اکثر اپنے بیوی بچوں کو زمین پر لے جاتا تھا۔ زمین کی نگرانی بھی ہو جاتی اور بچے اپنے باپ کی قربت بھی پالیتے۔

خدا نے مجھے صبر دیا ہے۔ یہ تسلی ہے کہ اس نے بہترین زندگی گزاری اور بہترین موت پائی۔ لیکن بچوں کو دیکھ کر دل پھٹتا ہے جو معصوم اس کی شہادت اور بہترین موت کا سوچ کر تسلی نہیں پاسکتے۔ کل اس کے اڑھائی سالہ بیٹے نے شیشے میں قادر کی تصویر کا عکس دیکھا اور خوشی سے چلایا۔ دادی بابا آگئے۔ میری آنکھوں میں دھند چھا گئی۔ اسے اٹھایا، پیار کیا، بچے کی خوشی قابل دید تھی۔ میں نے دل میں کہا بیٹے اب خدا تمہارا ابا ہے اور یہ بابا کبھی نہیں مرے گا۔

خدا کا سایہ کبھی ان کے سر سے نہ اٹھے۔ خدا ہر آن ہر وقت ان کا نگہبان ہو۔ خدا میرے بیٹے کی خدمتوں کا بہترین صلہ اسکی اولاد کو دے۔ وہ ۳۷ سال جیا مگر ایک واقعہ یاد نہیں کہ اس نے نافرمانی کی ہو یا کوئی حرکت اس کی ناگوار گزری ہو۔ وہ خوشیاں دیتا رہا جب تک زندہ رہا۔ وہ مر کر بھی ہمارا سر بلند کر گیا۔ **وہ جیا بھی شان سے ،وہ مرا بھی شان سے** اور دائمی خوشی دے گیا۔ میری درخواست ہے اس کی بیوی بچوں کے لئے دعا کی۔ وہ خادم دین ہوں حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث ہوں کہ یہی ہماری ابتداء ہے اور یہی ہماری انتہاء۔ میرے بچے! زندہ باد۔ پائندہ باد۔ (قدسیہ)

فاتحانہ مسکراہٹ ۔ میرا باوفا شوہر

محترمہ امتہ الناصر نصرت صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب شہید تحریر فرماتی ہیں:۔

مجھے الفضل والوں نے قادر کے متعلق کچھ لکھنے کو کہا ہے۔ اس وقت تو میرے خیالات اس قدر بکھرے ہوئے ہیں کہ بار بار ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی صحیح طرح ان کو سمیٹ نہیں سکتی لیکن پھر بھی اپنی سی کوشش کر دیکھتی ہوں۔

قادر کی طبیعت ایسی تھی کہ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا بس میں اکثر اسے کہتی تھی کہ قادر تم آدھا فرشتہ ہو اور وہ خاموشی سے مسکراتا رہتا تھا۔ بعض اوقات تو میں اس کی طرف حیرت سے دیکھتی رہ جاتی کہ طبیعت میں اتنی گہری نیکی! ایسی سعید فطرت۔

گھر میں بہت بے تکلفی سے رہتا تھا۔ بچوں سے بے حد پیار لیکن ان کی غلط باتوں پر ناراض بھی ہوتا تھا۔ ہم سارے اکثر شام کو زمینوں پر جاتے تھے۔ وہاں بھی اور گھر میں بھی کبھی ہم سارے Cricket کھیل رہے ہوتے تھے کبھی پٹھو گرم یا کبھی اور کوئی بیٹھ کر کھیلنے والی Game کبھی رعب نہیں جھاڑا گھر میں۔

اور آخری بات مجھے اس کی وہ خدمت کبھی نہیں بھول سکتی جو اس نے Twins کی پیدائش کے بعد جب میں بیمار ہو گئی تھی اس وقت میری کی ہے۔ ساری ساری رات اگر میں کہتی تھی کہ قادر مجھے گھبراہٹ ہے تم میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ تو ساری رات میرے پاس بیٹھ کر گزار دیتا تھا۔ دن رات ایک کر دیئے تھے میرے ساتھ اس نے۔ مجھے یاد ہے جس دن میری زیادہ طبیعت خراب ہوئی اس دن میں رو رہی تھی اور ساتھ ساتھ قادر بھی روتا جاتا تھا۔ میرے دل سے مسلسل اور اب تک اس کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اس کے درجات بلند سے بلند تر کرے اور ہم سب کی طرف سے وہاں بھی ہمیشہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ آمین۔ شہادت کے بعد جو **دشمن کو مات دینے والی فاتحانہ مسکراہٹ اس کے چہرے پر تھی وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔**

(بیگم مرزا غلام قادر احمد)

(بشکریہ :روزنامہ الفضل ربوہ ۔۵/مئی ۱۹۹۹ء)

میں ہوں غلامِ قادرِ مطلق اسی کا ہوں

(صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ سلمہا اللہ)

کیا کیا ادا وَ ناز دکھاتا ہوا گیا
کتنے دلوں پہ برق گراتا ہوا گیا

اس خاندان کا وہ حسیں، دلربا سپوت
اس کا وقار و مان بڑھاتا ہوا گیا

ماں باپ کا جہان میں وہ نام کر گیا
ان کی جبیں پہ چاند سجاتا ہوا گیا

کم گو بہت تھا کچھ بھی زباں سے کہے بغیر
وہ داستانِ عشق سناتا ہوا گیا

مسجود سامنے تھا لہو سے وضو کیا
ہر قطرہ اپنے خوں کا بہاتا ہوا گیا

وہ دلفریب ، خوبرو، خوش خو، حسیں جواں
اپنی الگ ہی شان دکھاتا ہوا گیا

میں ہوں غلامِ قادرِ مطلق اسی کا ہوں
ہر حال میں یہ عہد نبھاتا ہوا گیا

وہ اپنی ہم سفر کو بڑی چھوٹی عمر میں
ایک معتبر وجود بناتا ہوا گیا

کتنے دلوں کی ساتھ وہ تسکین لے گیا
اور ساتھ ہی سکوں بھی دلاتا ہوا گیا

"اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"
ٹوٹے دلوں کی آس بندھاتا ہوا گیا

گل رنگ پتّیاں سی بکھرتی چلی گئیں
شہرِ وفا کی راہ سجاتا ہوا گیا

اک یارِ دلربا کے لبوں پہ ہیں اس کے وصف
وہ رشک کے چراغ جلاتا ہوا گیا

دست عزرائیل میں مخفی ہے سب رازِ حیات
موت کے پیالوں میں بٹتی ہے شراب زندگی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"دنیا میں ایسی کوئی قوم نہیں گزری جس نے میٹھی میٹھی باتوں سے دنیا کو فتح کر لیا ہو ۔ قومیں ہمیشہ تلواروں کے سایہ تلے بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں۔ انہیں دوسرے لوگوں کے اعتراضات برداشت کرنے پڑتے ہیں ۔ پس اپنے آپ کو اس کا اہل بناؤ۔ جب تک آپ خدا اور اس کے رسولؐ کے دیوانے نہیں بن جاتے، جب تک موجودہ فیشن اور علوم کی رَو کو اور رسم ورواج کو کچلنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے ، جب تک تم اسلامی تعلیم کو جاری کرنے کے لئے تیار نہیں ہو جاتے اس وقت تک اسلامی احکام کو ایک غیر مسلم کبھی بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا"

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵/اگست ۱۹۴۸ء صفحہ ۵)

کیا گوشت خوری ایک ظالمانہ فعل ہے؟

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مضمون بعنوان "گوشت خوری پر ایک مختصر نوٹ" ریویو آف ریلیجنز اردو ۱۹۱۹ء جلد ۱۸ نمبر ۱۰ میں شائع ہوا۔ یہ مضمون آج کے حالات میں بھی بہت اہمیت رکھتا ہے اسلئے ذیل میں آپ کا یہ مفید مضمون ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے)۔(مدیر)

خوراک کے لحاظ سے دنیا میں دو بڑے گروہ پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو گوشت کھانے کو ایک ظالمانہ کام سمجھتے ہیں اور صرف سبزیوں وغیرہ پر گزارہ کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو باستثنا چند جانوروں کے جن کا گوشت طبی لحاظ سے انسان کے جسم اور روح کے لئے مضر ہے باقی تمام جانوروں کا گوشت استعمال کرنے کو ایسا ہی جائز قرار دیتے ہیں جیسا سبزیوں کا استعمال۔ اول الذکر جماعت میں زیادہ تر ہندو اور بدھ مذہب کے لوگ ہیں لیکن ان خیالات کا اثر حال میں یورپین ممالک میں بھی پھیلتا نظر آتا ہے کیونکہ ہم کو ہمارے ان مبلغوں سے اطلاع ملی ہے جو یورپ میں کام کرتے ہیں کہ وہاں کے بعض تعلیم یافتہ لوگ اس خیال کی طرف مائل نظر آتے ہیں کہ گوشت خوری ایک ظالمانہ کام ہے جس سے ہر شریف آدمی کو پرہیز لازم ہے۔ ہم کو اس بات سے تعلق نہیں کہ یہ لوگ کس مذہب و ملت کے ہیں اور یہ کہ آیا یہ لوگ مذہباً اپنے آپ کو کسی ایسے مذہب کی طرف تو منسوب نہیں کرتے کہ جو گوشت خوری کو جائز اور حلال قرار دیتا ہے اور جس کے بانی اور بزرگ ہمیشہ قولاً اور فعلاً گوشت خوری کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارا کام غلط عقائد اور غلط خیالات کی اصلاح ہے۔ پس خواہ ایسے لوگ مذہباً کسی ہی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ہم ان کی طرف توجہ کریں گے۔ غرض گوشت خوری پر ایک مبسوط مضمون لکھے جانے کی ضرورت ہے جس میں اس کی حکمت اور اس کے فوائد پر مفصل علمی بحث ہو اور جس میں تاریخی واقعات کی مدد سے یہ ثابت کیا جاوے کہ انسانی بقا اور ترقی کے لئے گوشت خوری بھی ایک حد تک ضروری اور لابدی ہے مگر ہم شروع میں ہی یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ موجودہ مضمون اس ضرورت کو پورا کرنے والا نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے ہم کسی اور مناسب وقت پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ موجودہ مضمون میں ہم گوشت خوری کے متعلق جو اسلامی تعلیم ہے صرف اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور مختصر الفاظ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کے اندر کونسی حکمت مدنظر رکھی گئی ہے۔ مگر اصل مضمون شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصولی طور پر اسلامی احکام پر ایک سرسری نظر ڈالی جاوے اور دیکھا جاوے کہ اسلامی شریعت کی بنیاد کس اصول پر ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'جَعَلْنٰکُم اُمَّةً وَّسَطًا' یعنی اے مسلمانو! تم وسطی امت بنائے گئے ہو۔ یعنی تم افراط و تفریط کی راہوں سے الگ کر کے وسطی طریقوں پر چلائے گئے ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے تمام احکام میں یہی اصول چلتا ہے۔ اور درحقیقت اگر عقلاً بھی دیکھا جاوے تو یہ ایک نہایت زرّیں اصول ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر امر میں دو انتہائی نقطے ہوتے ہیں اور ایک وسطی مقام ہوتا ہے اور وہ انتہائی نقطے گو بعض حالات میں مفید ثابت ہوں لیکن بعض میں سخت نقصان دہ اور ضرر رساں نکلتے ہیں۔ مثلاً مجرم کی پاداش کے متعلق ایک یہود کا اصول ہے جو تورات سے ماخوذ ہے کہ ہر صورت میں جرم کی سزا ضروری ہے اور کسی صورت میں بھی عفو جائز نہیں۔ اور دوسرے مسیحیوں کا اصول ہے کہ بدی کا مقابلہ مطلقاً نہ کرنا چاہئے بلکہ ہر حالت میں عفو اور درگزر سے کام لینا چاہئے۔ اب یہ دو انتہائی نقطے ہیں جو ان مذاہب نے اختیار کئے۔ حالانکہ دنیا میں ہمارا تجربہ اور عقل ان دونوں کو باطل قرار دیتا ہے کیونکہ نہ تو ہر حالت میں سزا دینے کا اصول قاعدہ کلیہ کے طور پر مفید کہلا سکتا ہے اور نہ ہی عفو و درگزر کا اصول ہر حالت میں مفید صورت میں چلایا جا سکتا ہے۔ بلکہ ان کے درمیان ایک مقام ہے جو اصل قاعدہ بننے کے قابل ہے اور اسی کو اسلام نے اختیار کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا "جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ" یعنی تمام جرائم کی سزا ہے لیکن اگر عفو سے اصلاح کی امید ہو تو عفو کو اختیار کرنا چاہئے۔

اب یہ ایک ایسا اصول ہے کہ جو وسطی ہے اور یہی قاعدہ بننے کے قابل ہے۔ غرض اسلام نے تمام امور میں افراط اور تفریط کی راہوں سے ہم کو بچا کر وسطی طریق پر چلایا ہے۔ اس جگہ یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات وسطی طریق بظاہر قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے اور انتہائی مقاموں میں سے کوئی ایک مقام درست اور صحیح نظر آتا ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثال سے ظاہر ہے کہ مسیحیوں کا یہ اصول کہ کسی صورت میں بھی بدی کا مقابلہ نہ کیا جاوے بظاہر بہت خوشگوار نظر آتا ہے۔ مگر ذرا غور سے دیکھو اور اس کے نتائج پر نظر ڈالو اور تجربہ کی روشنی میں اس کا امتحان کرو تو فوراً اس کا بودہ پن نظر آنے لگتا ہے۔ اس لئے ہم کو اپنی ظاہری نظر پر اعتماد نہ کرنا چاہئے بلکہ ان اصول کو استعمال میں لانا چاہئے جو کسی چیز کی خوبی اور سقم کا پتہ لگانے کے لئے بطور معیار کے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ اول عقل، دوئم مشاہدہ، سوئم تجربہ۔ یہ تین ایسے چراغ ہیں کہ ان کی روشنی کے نیچے کوئی اندھیرا قائم نہیں رہ سکتا اور ہر چیز کا حسن و قبح روز روشن کی طرح نظر آنے لگتا ہے۔ مجرد عقل بعض اوقات دھوکہ دیتی ہے۔ مگر جب اس کے ساتھ مشاہدہ کی مدد اور تجربہ کی شہادت مل جاتی ہے تو پھر یہ ایک قابل اعتبار چیز ہو جاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام ہمیشہ وسطی مقام کو اختیار کرتا ہے اور انتہائی طریقوں سے الگ رہنے کی تعلیم دیتا ہے اور اگر کسی موقع پر وسطی مقام اور انتہائی نقطوں کے درمیان شک و شبہ پیدا ہو جاوے اور بظاہر ہم کو وسطی مقام قابل اعتراض نظر آئے اور انتہائی طریقوں میں سے کوئی طریق زیادہ درست اور پسندیدہ معلوم ہو تو پھر اسکو عقل، مشاہدہ اور تجربہ کی متحدہ شمع کے سامنے پیش کرنا چاہئے جہاں اس کا تمام حسن و قبح عیاں ہو جائے گا اور کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے گی۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہم گوشت خوری کے متعلق اسلام کی تعلیم پیش کرتے ہیں اور پھر اس پر ان اصول کے ماتحت نظر ڈالیں گے جو ہم نے حق کی شناخت کے لئے اوپر بیان کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"۔ یعنی اے مسلمانو! جو چیزیں ہم نے تمہارے لئے حلال کی ہیں وہ سب کھاؤ پیو لیکن ان میں سے کسی ایک قسم پر خاص زور نہ دو یعنی ایسا نہ کرو کہ صرف گوشت ہی کھاتے رہو یا یہ کہ صرف سبزیاں ہی کھاؤ اور گوشت قطعاً ترک کر دو بلکہ حالات کے مطابق خوراک کھاؤ۔

یہ وہ تعلیم ہے جو کھانے پینے کے بارہ میں ہم کو اسلام سکھاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کھانے کے معاملہ میں کسی چیز کے استعمال میں اسراف نہ ہونا چاہئے۔ یعنی اگر کسی جگہ کے حالات اور آب و ہوا وغیرہ اس بات کے مقتضی ہیں کہ گوشت اور سبزی ایک مقدار میں کھائی جاوے (جیسا کہ منطقہ معتدلہ میں) تو اسی طرح کھاؤ اور اگر کسی جگہ کی آب و ہوا اور حالات یہ چاہتے ہیں کہ سبزی پر زیادہ زور ہو اور گوشت کم استعمال ہو تو پھر ایسا ہی کرنا چاہئے جیسا کہ منطقہ حارہ میں اور اگر کسی آب و ہوا میں گوشت پر زیادہ زور دینا مناسب ہو تو وہاں یہی کرنا چاہئے جیسا کہ منطقہ منجمدہ اور اس کے قریب کے علاقہ جات میں۔ غرض جو بھی کسی جگہ وہاں کے حالات کے ماتحت اسراف کی تعریف اور اس کی حد ہو اس سے بچنا چاہئے اور وسطی طریق کو اختیار کرنا چاہئے۔ یہ تو ملکی لحاظ سے تقسیم ہے۔ اسی طرح بعض افراد کی طبائع میں بھی بعض ذاتی خصوصیات ہوتی ہیں یعنی کسی طبیعت کے لئے سبزی کی کثرت کی ضرورت ہو گی تو کسی کے لئے گوشت کی اور پھر کوئی ایسی بھی طبیعت ہو گی جس کے لئے دونوں کا ایک جیسا استعمال مفید ہو گا اور ان طبائع کے مطابق ہر ایک کے لئے الگ الگ اسراف کی حد ہو گی جس کے مطابق ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے۔

اب جبکہ ہم کو اس معاملہ میں اسلامی تعلیم کا علم ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ ایک وسطی تعلیم ہے جو افراط اور تفریط سے الگ ہے۔ یعنی نہ تو ہم کو خواہ مخواہ گوشت خوری پر زور دینے کو کہا گیا ہے اور نہ ہی گوشت خوری سے بالکل علیحدگی کا حکم دیا گیا ہے بلکہ حالات کے مطابق بین بین کی مناسب راہ اختیار کرنے کو کہا گیا ہے اور یہی وسطی تعلیم کا مدعا ہے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ آیا یہ وسطی تعلیم درست اور پسندیدہ اور بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے یا اس معاملہ میں انتہائی نقطوں میں سے کوئی مقام قابل ترجیح ہے؟ گویا اس لحاظ سے تین گروہ ہو گئے۔

اوّل وہ لوگ جو گوشت کھانا ناجائز قرار دیتے اور ایک ظالمانہ کارروائی خیال کرتے ہیں۔

دُوسرے وہ لوگ جو گوشت خوری پر اس قدر زور دیتے ہیں کہ گویا سبزیوں کے استعمال سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔

تیسرے وہ لوگ جو گوشت اور سبزیاں ہر دو کا استعمال ضروری جانتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کی نامناسب کثرت کو ناپسند کرتے ہیں اور موخر الذکر گروہ وسطی امت ہے۔

ان تینوں جماعتوں میں سے کون سی جماعت حق پر ہے اور ان تینوں طریقوں میں سے کون سا طریقہ بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس پر اب ہم نے غور کرنا ہے اور تینوں کو عقل، مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی کے سامنے رکھ کر دیکھنا ہے۔ مگر اس سے پیشتر ذیل کے حقائق کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

(۱)۔الف......: انسان اشرف المخلوقات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی اس مخلوقات میں سے جو عرف عام میں جاندار کے نام سے موسوم ہوتی ہے انسان کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے۔

ب......: اگر کوئی جائز ضرورت پیش آوے تو ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کر دینا چاہئے جیسا کہ قانون قدرت میں ہمارا مشاہدہ ہے۔

ج......: اخلاقی زندگی جسمانی زندگی سے افضل ہے۔

د......: اقوام کی زندگی کا رتبہ افراد کی زندگی سے بالاتر ہے۔

(۲)......علاوہ جسمانی اثر کے خوراک کا ایک نہایت گہرا اثر انسان کے اخلاق پر بھی پڑتا ہے۔ یہ صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کی تائید میں نہایت مضبوط طبی اور تاریخی شہادات موجود ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور سائنس نے اس علم کو اس حد تک یقینی بنا دیا ہے کہ اب کوئی بے وقوف ہی ہو گا کہ جو اس سے انکار کر سکے۔ ہر قسم کی خوراک الگ الگ اپنا اثر دکھاتی ہے جو انسان کے جسم اور اخلاق دونوں میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ اثر گو بعض خاص افراد میں بعض خصوصیات کی وجہ سے زیادہ نمایاں طور پر ظاہر نہ ہو۔ لیکن اقوام کے اخلاق میں ان کا ظہور پذیر ہونا بالکل یقینی اور قطعی ہوتا ہے کیونکہ کسی قوم کے اخلاق سے اس قوم کے اکثر افراد کے اخلاق مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی خاص قسم کی خوراک انسان کے رنگ میں زردی پیدا کرنے والی ہے تو اس خوراک کے استعمال کرنے والی قوم

کے اکثر افراد میں یہ صفت ظاہر ہو کر اس قوم کی قومی خصوصیت بن جائے گی یا مثلاً اگر کسی خوراک میں انسان کے اندر عجلت اور بے صبری پیدا کرنے والی خصوصیت ہے تو اس خوراک کے استعمال کرنے والی قوم میں یہ صفات بطور قومی خلق کے ہو جائیں گی خواہ بعض افراد ان کمزوریوں سے آزاد ہوں۔ خلاصہ کلام یہ کہ خوراک انسان کے جسم اور اخلاق پر گہرا اثر کرتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ یہ اثر ہر فرد میں نمایاں طور پر ظاہر ہو کیونکہ بعض افراد میں بعض ذاتی خصوصیات ہوتی ہیں یا ان کے اندر اس اثر کا مقابلہ کرنے والی باتیں فطرتاً موجود ہوتی ہیں اس لئے ہم ہر فرد کے متعلق تو نہیں مگر اکثر افراد کے متعلق یقینی طور پر فتویٰ لگا سکتے ہیں کہ وہ اس کے اثر کے نیچے آئیں گے اور چونکہ کسی قوم کے اکثر افراد میں جو بات پائی جاتی ہے وہی اس قوم کا قومی خلق کہلاتا ہے اس لئے ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ خوراک کا اثر قومی خلق میں نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے۔

اب ہم اصل بحث کو لیتے ہیں۔ طبی لحاظ سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچی ہوئی ہے کہ گوشت خوری کا اثر انسان میں شجاعت، بہادری، جوش و خروش اور سختی اور اسی قسم کی دوسری صفات کے رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور سبزیوں کا اثر نرمی، حلم اور صبر و برداشت اور اسی قسم کے دوسرے صفات کے رنگ میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہ ایک طبی تحقیق ہے اور صرف ایک تھیوری کے طور پر نہیں بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کے معیار سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ حیوانات میں دیکھ لو گوشت خور اور سبزی خور حیوانات علی الترتیب انہی صفات سے متصف نظر آئیں گے۔ اس جگہ تفصیلات کی گنجائش نہیں ورنہ حیوانات میں اس رنگ کی تحقیقات کرنا اور ہر ایک قسم کے حیوانات کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر اس کی خوراک کے لحاظ سے اس کی صفات کا معائنہ کرنا ایک نہایت دلچسپ مضمون ہے اور اہل علم نے اس کے متعلق بڑی تحقیقاتیں کی ہیں اور نہایت مفید معلومات اور تجارب کا ذخیرہ پیدا کیا ہے۔ جانوروں سے ہٹ کر انسان پر نظر ڈالیں تو یہاں بھی یہ فرق نمایاں طور پر نظر آتا ہے یعنی اگر گوشت خوری پر ناجائز اور نامناسب زور دینے والی اقوام میں بہادری، جرات، جوش اور سخت دلی کی صفات نظر آتی ہیں تو صرف سبزی کھانے والی اقوام میں یہ صفات قومی اخلاق کے طور پر مفقود ہیں اور ان کی جگہ نرمی، حلم، برداشت اور تحمل کی صفات پائی جاتی ہیں۔

جن لوگوں نے تاریخ پر اس لحاظ سے نظر ڈالی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ امتیاز کسی خاص اقوام تک محدود نہیں بلکہ جہاں جہاں بھی خوراک کا امتیاز موجود ہے وہاں ساتھ ساتھ قومی اخلاق میں بھی خوراک کے مناسب حال امتیازات موجود ہیں۔ ہم اس ضمن میں کسی خاص قوم کا نام لینا پسند نہیں کرتے اور نہ اس جگہ ان تفصیلات کی گنجائش ہے۔ مگر ہر شخص جو اپنے طور پر تحقیق کرے گا وہ یقیناً یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے یعنی گوشت خوری پر ناروا زور دینے والی اقوام بلند ہمت دلیر بہادر مگر جوشیلی اور سخت دل نظر آئیں گی اور سبزیوں کا نامناسب طور پر زیادہ استعمال کرنے والی اور گوشت سے بالکل الگ رہنے والی اقوام نرم، حلیم، صابر مگر بزدل اور کم ہمت نکلیں گی۔ ہاں اس تحقیقات کے لئے اس بات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جو ہم نے اپنے شروع مضمون میں ہی بیان کر دی تھی یعنی گوشت اور سبزی کے استعمال کی حد ملک کی آب وہوا اور استعمال کنندگان کے حالات کے مطابق ہوگی مثلاً انگلستان میں گوشت کے استعمال کی جو مناسب حد ہے جس سے اوپر اس ملک میں اسراف ہوگا وہ اس حد سے بڑھ کر ہے جو مثلاً افریقہ کے وسط میں ہے۔ اگر افریقہ کا رہنے والا اسی قدر گوشت کھاتا ہے جو ایک انگریز اپنے ملک میں کھاتا ہے تو وہ اس بارہ میں اسراف کرتا ہے اور اس کے اندر گوشت کے ناروا استعمال سے جو اخلاقی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں ضرور ظاہر ہونگی۔ اور اگر ایک انگلستان کا باشندہ اتنی سبزیاں کھاتا ہے جو ایک وسط افریقہ کے باشندے کو مناسب ہے اور گوشت سے پرہیز کرتا ہے تو وہ ان خوبیوں کو کھو بیٹھے گا جو گوشت کے جائز استعمال سے پیدا ہوتی ہیں اور ان کمزوریوں کو اپنے اندر پیدا کر لے گا جو سبزی کے ناواجب استعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ غرض ہر آب وہوا کے لئے الگ اسراف ہے۔ اسی طرح بعض طبائع بھی اپنی الگ الگ خصوصیات رکھتی ہیں اس لئے اس معاملہ میں تحقیقات کرنے والوں کو لازم ہے کہ تحقیقات کے وقت ان باتوں کو نظر انداز نہ کر دیں کیونکہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کی تحقیقات کے نتائج یقیناً غلط ہونگے۔ ہاں ان باتوں کی جائز مراعات رکھتے ہوئے جو تحقیقات کی جائے گی وہ یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچائے گی جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے یعنی گوشت خور اقوام بشرطیکہ وہ گوشت کا ناروا استعمال کرتی ہوں بہادری اور جری تو ہونگی مگر ساتھ ہی بیہودہ جوش و خروش ظاہر کرنے والی اور سخت دل بھی ہونگی۔ اور سبزیوں پر نامناسب زور دینے والی اقوام یعنی وہ اقوام جو باوجود ضرورت کے گوشت سے پرہیز کرتی ہیں حلیم اور نرم دل تو بے شک ہونگی مگر ساتھ ہی کم ہمت اور بزدل بھی ہونگی۔ یہ ایک نہایت دلچسپ مضمون ہے اور تاریخ پڑھنے والوں سے ہم بڑے زور کے ساتھ تحریک کرتے ہیں کہ وہ تاریخ کے مطالعہ کے وقت ان امور کو مدنظر رکھیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ان کی محنت رائیگاں نہ جاوے گی بلکہ وہ نہایت دلچسپ مفید اور علمی معلومات کا ذخیرہ جمع کر سکیں گے۔ ہاں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف خوراک ہی نہیں جو انسان کے اخلاق پر اثر رکھتی ہے بلکہ اخلاق پر اثر ڈالنے والی چیزیں اور بھی ہیں اور ان کو نظر انداز کرنا غلط نتائج پیدا کرے گا۔

تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ گوشت خور اقوام کا جب کبھی صرف سبزی کھانے والی اقوام سے مقابلہ پڑا ہے تو گوشت کھانے والوں کا پلہ بھاری رہا ہے اور وہ ہمیشہ غالب آئے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی اور وجوہات پیدا ہو گئی ہوں جنہوں نے اس اثر کو وقتی طور پر دبا دیا ہو۔ ہاں جہاں مستقل مزاجی اور محنت اور توجہ کے ساتھ کسی کام پر لگے رہنے کا مقابلہ ہو تو وہاں گوشت پر زیادہ زور دینے والی قوم ہمیشہ پیچھے نظر آئے گی اور سبزی کا استعمال کرنے والی اقوام نمایاں حیثیت حاصل کر لیں گی۔ یہ باتیں صرف دعویٰ کے طور پر نہیں ہیں بلکہ ان کی مدد میں تاریخی شہادتیں اور زمانہ حال کی علمی اور طبی تحقیقاتیں موجود ہیں مگر اس جگہ ان تفصیلات کی گنجائش نہیں۔

اب جب یہ ظاہر ہو گیا کہ:

(۱)......گوشت کا استعمال جہاں بعض اخلاقی خوبیوں کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے وہاں اس کا ناروا استعمال بعض اخلاقی کمزوریوں کو بھی پیدا کرتا ہے اور اسی طرح سبزیوں کا استعمال جہاں بعض اخلاقی خوبیاں بھی پیدا کرتا ہے وہاں گوشت کو بالکل ترک کر کے سبزیوں پر ناواجب زور دینا بعض اخلاقی کمزوریاں بھی پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔

(۲)......خوراک کا یہ اثر گو بعض افراد میں بعض وجوہات سے نمایاں طور پر ظاہر نہ ہو لیکن قومی خلق کے طور پر اس کا ظہور پذیر ہونا یقینی اور قطعی ہوتا ہے اور گو ہر فرد بشر کے اخلاق پوری طرح خوراک کے زیر اثر نہ ہوں لیکن ہر قوم کے اخلاق پوری طرح خوراک کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ ان دو نتائج کے اخذ کرنے کے بعد جو اوپر کے بیان سے واضح طور پر پیدا ہوتے ہیں ہم اصل مضمون کو لیتے ہیں۔

گوشت خوری کیا ہے؟ ہم اس کا جواب سبزی کھانے والوں کی طرف سے دیتے ہیں۔ گوشت خوری کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی جاندار مخلوق کو صرف اس غرض سے ہلاک کیا جائے کہ اس کا گوشت انسان کے پیٹ میں جاوے۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ ۔(**ہمارا جواب**) نہیں یہ ظلم نہیں بدیں وجہ۔

گوشت خوری کے یہ معنی ہیں کہ ایک جاندار کی زندگی کا خاتمہ کیا جاوے بہت درست! گویا ہم اللہ کی مخلوق میں سے جو بمقابلہ انسان کے بہت کم درجہ کی ہے ایک فرد کی جسمانی زندگی کا خاتمہ کرتے ہیں۔ اس میں تین باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں:

(۱)......انسان کے مقابلہ میں بہت کم درجہ کی مخلوق کی زندگی۔

(۲)......ایک فرد کی زندگی۔

(۳)......اس فرد کی جسمانی زندگی۔

یہ تین چیزیں ہم لیتے ہیں اور بے شک اگر بغیر جائز اور معقول وجہ کے ہم لیں تو ہماری سخت غلطی ہوگی اور ہمارا یہ فعل ایک ناقابل معافی جرم ہوگا۔ اور اسی لئے اسلام جانوروں کی جان لینا تو درکنار ان کو بے جا طور پر مشقت اور تکلیف میں ڈالنے سے بھی نہایت سختی کے ساتھ روکتا ہے مگر گوشت خوری کا معاملہ ایک اور قسم کا معاملہ ہے۔ اس میں ہم بے شک اللہ کی مخلوقات میں سے ایک فرد کی جسمانی زندگی لیتے ہیں مگر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کس ضرورت کے لئے لیتے ہیں اور کس کے لئے لیتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ (۱) اشرف المخلوقات کی (۲) اجتماعی (۳) اخلاقی زندگی کے بقا کے لئے لیتے ہیں۔ پس کون عقلمند ہے جو اس قربانی پر اعتراض کرے۔

غور کرو ایک طرف اشرف المخلوقات کی زندگی ہے اور دوسری طرف اس سے بہت کم درجہ کی مخلوق کی زندگی ہے۔ پھر ایک طرف انسان کی قومی اور اجتماعی زندگی اور دوسری طرف حیوانات میں سے کسی فرد کی زندگی۔ پھر ایک طرف انسان کی اجتماعی اخلاقی زندگی ہے اور دوسری طرف حیوانات میں سے کسی فرد کی جسمانی زندگی۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر انسانوں میں سے کسی فرد کی جسمانی زندگی کی بقا کے لئے بھی حیوانات کی اجتماعی جسمانی زندگی کی قربانی درکار ہو تو کوئی عقلمند اس قربانی سے نہیں رکے گا اور ہم عملاً دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کوئی نہیں رکتا۔ کیا اگر کسی سبزی خور کے بدن پر ایک زخم ہو تو وہ اس میں ایسی دوا نہیں ڈلوائے گا جو کیڑے مارنے والی ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ ایسا ضرور کرے گا اور ہرگز اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ اتنے جاندار کیڑوں کی زندگی اس کے آرام کے لئے جاتی ہے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور باقی مخلوقات اس کے فائدہ کے لئے ہیں۔ پس اگر کسی وقت اس کے فائدہ کے لئے کسی اور مخلوق کی زندگی کی اسے ضرورت ہوگی تو وہ اسے لینے سے دریغ نہ کرے گا۔ دیکھو مثلاً پانی میں بے شمار باریک کیڑے ہوتے ہیں لیکن چونکہ پانی انسان کی جسمانی زندگی کے لئے ضروری ہے اس لئے کوئی ایسا شخص پانی کے استعمال سے اس وجہ سے نہیں رکتا کہ اس کے استعمال سے بے گناہ کیڑوں کی جان جاتی ہے۔

پس جب انسان کی جسمانی زندگی کے بقا کے لئے حیوانات کی قربانی کی جاتی ہے اور کوئی شخص اس پر معترض نہیں حتی کہ سخت ترین سبزی خور بھی روزانہ اپنے ہاتھوں سے یہ قربانی کرتے ہیں تو انسان کی اجتماعی اخلاقی زندگی کے بقا کے لئے اگر کسی حیوان کی جسمانی زندگی کی قربانی کی ضرورت ہو تو اس سے رکنا ایک ابلہانہ بات ہے۔ یہ رحم ایک جھوٹا رحم ہے اور اسی قسم کا رحم ہے کہ کوئی شخص اپنے زخم کے کیڑوں کو اس واسطے نہ ہلاک کرے کہ ان کی جان جاتی ہے اور اس طرح اپنے آپ کو ہلاک کر دے۔ اس رحم کے یہ معنی ہیں کہ دو چیزوں کو رحم کی ضرورت ہے۔ ایک انسان کو اور ایک حیوان کو۔ اور دونوں میں سے صرف ایک پر رحم ہو سکتا ہے بلکہ ایک پر رحم کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ دوسرے کو ہلاک کیا جاوے یعنی اگر حیوان پر رحم ہو تو انسان کی جان جاتی ہے اور اگر انسان پر رحم ہو تو حیوان کی جان لینی پڑتی ہے۔ اب بتاؤ ان میں سے کس کو اختیار کرو گے؟ کیا انسان کو ہلاک ہونے دو گے صرف اس لئے کہ کسی حیوان کی جان بچ جاوے۔ اگر ایسا کرو گے تو تم قانون قدرت و قانون فطرت کے خلاف

باقی صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

کبھی آج تک ناز اور غم کے جذبات نے میرے دل پر ایسی یلغار نہیں کی جیسے قادر شہید کی شہادت نے کی ہے

صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد شہید کی شہادت کا دلگداز تذکرہ

اے شہید! تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم سب آکر ایک دن تجھ سے ملنے والے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۶/اپریل ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۶/شہادت ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

نوٹ : خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہاہے خطبہ جمعہ کے اس متن میں جن مقامات پر عبارت حذف کر کے اس کی جگہ نقطے ڈال دئے گئے ہیں ان کی وضاحت کے لئے آئندہ شمارہ میں خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳/اپریل ۱۹۹۹ء کا متن ملاحظہ فرمائیں جس میں حضور انور ایدہ اللہ نے ضروری وضاحتیں فرمائی ہیں-

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين.

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ . اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ. وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ . وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. اُولٰۤئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ. وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾۔ (سورة البقره آيات ۱۵۴ تا ۱۵۸)

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ صبر اور نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگا کرو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اللہ یقیناً صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ اور ہرگز اس کو مردہ نہ کہو جو خدا کی راہ میں مارا جائے یا جو خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردے نہ کہو بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ بلکہ وہ تو زندہ ہیں، حقیقت یہی ہے کہ وہ زندہ ہیں وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ مگر تم کوئی شعور نہیں رکھتے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ اور میں تمہاری ضرور آزمائش کروں گا کچھ خوف کے ساتھ وَالْجُوْعِ اور بھوک کے ساتھ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ اور مالوں اور جانوں کے ضیاع کے ساتھ۔ وَالثَّمَرٰتِ اور اسی طرح پھلوں کے نقصان کے ساتھ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دے۔ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ یعنی وہ لوگ جنہیں جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اُولٰۤئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ یہی وہ لوگ ہیں جن پر بہت ہی برکات ہیں اپنے رب کی طرف سے وَرَحْمَةٌ اور اس کی رحمت بھی ہے۔ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

اس آیت کے تعلق میں میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک جامع اور مانع حدیث جو بخاری سے لی گئی ہے پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ (بخاری کتاب المظالم من قتل دون ماله)

اس حدیث میں تمام شہادتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں جو حال ہی میں ہمارے شہید ہونے والے عزیزم غلام قادر کو سب نصیب ہوئیں کیونکہ ان کے اندر شہادت کی وجوہات میں سب اکٹھی ہو گئی ہیں اور بھی بہت چیزیں اکٹھی ہوئی ہیں جن کا میں تفصیل سے ذکر کروں گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاۗءٌ یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندہ ہیں"۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷)۔ یہ خدا کی راہ میں جب زندہ کئے جاتے ہیں تو ان کو پھر دوبارہ اس دنیا میں واپس آنے کی تمنا ہوتی ہے جبکہ اور کسی کو جو خدا کے ہاں قرب کا مقام پا جائے جنت میں واپس آنے کا خیال تک نہیں آتا اس کی وجہ کیا ہے کہ ان شہداء کا معاملہ اور ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک حدیث کے حوالے سے یہ ذکر فرماتے ہیں وہ حدیث ترمذی کتاب الجہاد سے لی گئی ہے، اس کا ایک ٹکڑا میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں "کوئی بندہ بھی جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خیر مقدر ہو فوت ہونے کے بعد دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرتا خواہ دنیا و مافیہا بھی اس کے لئے مقدر ہو"۔ ساری دنیا کی بادشاہت جو کچھ اس میں ہے اس کے مال و دولت سب کا وعدہ ہو کہ سب تجھے دئے جائیں گے پھر بھی وہ نہیں آئے گا "سوائے شہید کے"۔ شہید دوبارہ آنا چاہتا ہے۔ "شہادت کی فضیلت کی وجہ سے یہ ایسا کرتا ہے"۔ یہ حدیث میں جس فضیلت کا ذکر ہے اس سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اور یہی مضمون دوسری احادیث میں مزید وضاحت کے ساتھ بھی بیان ہوا ہے۔

ایک لمبی حدیث میں سے ایک ٹکڑا میں نے لیا ہے۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جن کے والد شہید ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کو زندہ کیا اس سے آمنے سامنے گفتگو ہوئی اور فرمایا میرے بندے مجھ سے جو مانگنا ہے مانگ میں تجھے دوں گا۔ تو تمہارے والد نے جواباً عرض کیا اے میرے رب میں چاہتا ہوں کہ تو زندہ کر کے مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ تیری خاطر دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں یہ قانون نافذ کر چکا ہوں کہ کسی کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے دنیا میں نہیں لوٹاؤں گا۔ (ترمذی ابواب التفسیر، تفسیر سورۃ آلِ عمران)

اسی حدیث کے مختلف ورشن (Version) یعنی مختلف رنگ میں اسی مضمون پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے روشنی ڈالی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ شہید خدا کے حضور پیش ہوا اور اس نے کہا کہ مجھے سو بار دنیا میں بھیج اور سو بار تیری راہ میں قتل کیا جاؤں اور ہر بار میری یہی خواہش ہو کہ میں دوبارہ دنیا میں جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہی جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی بھی ایسی ہی خواہش کا ذکر فرمایا ہے۔ ان سب امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ شہید کو مردہ نہیں کہنا، وہ زندہ ہے بلکہ سب

زندوں سے زیادہ زندہ ہے اور ایسا زندہ ہے جس زندگی سے قوم زندگی پاتی ہے۔

اس پہلو سے جس شہادت کا میں ذکر کرنے لگا ہوں اس میں بھی یہ خصوصیت تھی کہ اس کی شہادت سے قوم نے واقعۃً غیر معمولی طور پر زندگی پائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوت ایمانی اور قوت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جاوے"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۵۱٦)

پھر فرماتے ہیں "اے مومنو! ہم تمہیں اس طرح پر آزماتے رہیں گے اور کبھی خوفناک حالت تم پر طاری ہو گی اور کبھی فقر و فاقہ تمہارے شامل حال ہو گا اور کبھی تمہارا مالی نقصان ہو گا اور کبھی جانوں پر آفت آئے گی اور کبھی اپنی محنتوں میں ناکام رہو گے اور حسب المراد نتیجے کوششوں کے نہیں نکلیں گے اور کبھی تمہاری پیاری اولاد مرے گی۔ پس ان لوگوں کو خوشخبری ہو کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی چیزیں ہیں اور اس کی امانتیں اور اس کی مملوک ہیں۔ پس حق یہی ہے کہ جس کی امانت ہے اس کی طرف رجوع کرے۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہیں جو خدا کی راہ کو پا گئے۔ غرض اسی خلق کا نام صبر اور رضا برضائے الٰہی ہے"۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ ۱۱٦،۱۱۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی تعلق میں ان قربانیوں کے ادوار میں جماعت کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں "کوئی یہ نہ کہے کہ میرے پر ہی تکلیف اور ابتلا کا زمانہ آیا ہے بلکہ ابتدا سے سب نبیوں پر آتا رہا ہے .... ایک روایت میں لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے تھے۔ آخر بشریت ہوتی ہے، غم کا پیدا ہونا ضروری ہے مگر ہاں صبر کرنے والوں کو پھر بڑے بڑے اجر ملا کرتے ہیں"۔ پھر فرماتے ہیں "جب خدا کی طرف سے کوئی امتحان پڑتا ہے اور ابتلا آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھ کر نہیں آتا"۔ یہ بہت دلچسپ عبارت ہے۔ لمبی ہے اس میں سے میں نے ایک ٹکڑا لیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ انسان خود خدا کی راہ میں جتنی مرضی محنت کرے اور اپنے بدن کو اس لئے کمائے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ جتنی چاہے ریاضت کرے مگر وہ اپنے رگ پٹھے کا بھی خیال رکھتا ہے اور کبھی اس سے غافل نہیں ہوتا مگر جب خدا ابتلا میں ڈالتا ہے تو ہر گز رگ پٹھے کا خیال نہیں کرتا پھر جس قدر اس کو تکلیف پہنچے، پہنچنے دیتا ہے اور وہ تکلیف اس کی مرضی سے نہیں ہوتی۔ بے اختیاری کے عالم میں مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں تکلیف اٹھائے اور صبر دکھائے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق میں یہ عبارت پڑھ رہا ہوں اس میں رگ پٹھے کا جو لفظ آیا ہے اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے۔

فرماتے ہیں "ابتلا آتا ہے تو وہ رگ اور پٹھے کا لحاظ رکھ کر نہیں آتا۔ خدا کو اس کے آرام اور رگ پٹھے کا خیال مد نظر نہیں ہوتا۔ انسان جب کوئی مجاہدہ کرتا ہے تو اپنا تصرف رکھتا ہے مگر جب خدا کی طرف سے کوئی امتحان آتا ہے تو اس میں انسان کے تصرف کا دخل نہیں ہوتا۔ انسان خدا کے امتحان میں بہت جلد ترقی کر لیتا ہے اور وہ مدارج حاصل کر لیتا ہے جو اپنی محنت اور کوشش سے کبھی حاصل نہیں کر سکتا"۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۴۔ مورخہ ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)۔ عمر بھر ریاضتوں میں جو گزر جائے اس کے نتیجے میں اس تیزی کے ساتھ انسانی روح خدا کے حضور صعود نہیں کرتی جتنا خدا کی طرف سے ڈالے ہوئے ابتلا میں ظہور میں آتا ہے اور یہی صورت ہمارے شہید عزیزم غلام قادر کی شہادت پر اطلاق پاتی ہے۔

اس تمہید کے بعد جو قرآنی آیات اور احادیث اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کی روشنی میں میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ اب میں عزیزم مرزا غلام قادر کی شہادت کے متعلق کچھ ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں جو اکثر جماعت کو معلوم نہیں ہو نگی۔ اور کیوں میں اس شہادت کو ایک بہت عظیم اور غیر معمولی شہادت قرار دے رہا ہوں اس کی وجوہات جماعت کو سمجھ نہیں آئیں گی۔ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ میرا رشتہ دار شہید ہوا ہے اس لئے ہم یہ باتیں کر رہے ہیں۔ جب میں سمجھاؤں گا تو پھر یہ سمجھ آئے گی کہ اس میں رشتے داری یا قرب کا کوئی تعلق نہیں، یہ شہادت واقعۃً ایک غیر معمولی شہادت ہے۔ اس کے کئی پہلو ایسے ہیں جن کو اس وقت اجاگر کر کے بیان کرنے کی ضرورت ہے اور اس اعلان کے ساتھ جو بھی جمعہ میں شریک احباب و خواتین ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ نماز جمعہ کے معاً بعد میں ان کی نماز جنازہ غائب پڑھاؤں گا تو وہ اس میں شریک ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

سب سے پہلے قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی براہ راست ذریت کی تیسری نسل سے ہے۔ غلام قادر شہید حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب اور قدسیہ بیگم کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ قدسیہ بیگم نواب عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی ہیں۔ اس پہلو سے حضرت اقدس علیہ السلام کے بیٹے اور بیٹی دونوں کے خون ان کی رگوں میں اکٹھے ہو گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ میرے ساتھ بھی ان کا ایک رشتہ بنتا ہے ....۔ میرے ساتھ ان کا جو رشتہ ہے وہ یہ ہے کہ میری ہمشیرہ امۃ الباسط اور بہنوئی میر داؤد احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے چھوٹی بیٹی عزیزہ امۃ الناصر نصرت ان کی بیگم تھیں ....۔

.... حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے بزرگوں کے خون کا ایک شہید کی رگوں میں اکٹھا ہونا ایک غیر معمولی واقعہ ہے جو میرے نزدیک خاص تقدیر الٰہی کے تابع ہوا ہے تاکہ سب کا حصہ پڑ جائے۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی حصہ پڑ گیا اس میں اور سب بزرگوں کے جتنے خون ہیں ان کا اجتماع ہوا ہے اور یہ شاید ہی اس خاندان کے کسی اور لڑکے کے متعلق کہا جا سکتا ہو۔

جہاں تک شہید کے تعلیمی کوائف کا تعلق ہے وہ ان کی ذہنی اور علمی عظمت کو ہمیشہ خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے لیکن اصل خراج تحسین تو ان کی وقف کی روح ہے جو انہیں پیش کرتی رہے گی اور ہمیشہ ان کو زندہ رکھے گی۔ ان کی تعلیم پہلے ربوہ اور پھر ایبٹ آباد پبلک سکول میں ہوئی جہاں سے ایف۔ ایس۔ سی کے امتحان میں یہ تمام پشاور یونیورسٹی میں اول قرار پائے۔ پھر انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے الیکٹریکل انجینئرنگ میں بی۔ ایس۔ سی کی پھر امریکہ کی جارج میسن یونیورسٹی سے کمپیوٹر سائنس میں ایم۔ ایس کیا اور پاکستان پہنچ کر اپنے وقف کے عہد پر پورا اترتے ہوئے اپنی خدمات سلسلے کے حضور پیش کر دیں۔

ربوہ میں کمپیوٹر کے شعبے کا آغاز کرنے اور پھر اسے جدید ترین ترقی یافتہ خطوط پر ڈھالنے کی ان کو توفیق ملی۔ وہاں بہت ہی عظیم کام ہو رہے ہیں کمپیوٹر میں پوری ٹیم تیار ہو گئی ہے اور ان کا نظام دنیا کے کسی ملک سے پیچھے نہیں ہے۔ جدید ترین سہولتیں مہیا کی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے بہت سے کام جو زیادہ کاموں کے اجتماع کی وجہ سے یہاں نہیں کئے جا سکتے وہ ہم وہاں ربوہ بھیجتے ہیں اور وہاں کمپیوٹر ڈیپارٹمنٹ ہمارے اس کام کو آسان کر دیتا ہے۔ بہت سی کتابیں چھپ رہی ہیں، بہت سے ایسے کام ہیں وہ وہاں چلے جاتے ہیں وہاں سے ڈسک (Disc) بن کر ہمارے پاس آ جاتی ہے تو اس کا بھی سہرا غلام قادر مرحوم کے سر پر ہے۔

نہایت محنتی، خاموش طبع اور دلنواز شخصیت کے مالک تھے۔ تین خوبیاں یہ ایسی نمایاں تھیں۔ بے انتہا محنتی، خاموش طبع، چپ چاپ اپنے کام میں لگے رہتے تھے اور شخصیت بڑی دلنواز تھی، دل لبھانے والی تھی جس کو طبیعت کے بے تکلف انکسار نے چار چاند لگا دئے تھے یعنی انکسار ایسا تھا جو بالکل بے تکلف مزاج کی رگ رگ میں داخل تھا۔ شہید ۲۱؍جنوری ۱۹٦۲ء کو پیدا ہوئے تھے گویا اس عظیم شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۷ سال کے قریب تھی اور اب یہ عمر لازوال ہو چکی ہے۔ ان کے پسماندگان میں عزیزہ امۃ الناصر نصرت جو میری بہت ہی پیاری بھانجی ہیں ان کے بطن سے ایک نو سالہ بیٹی عزیزہ سطوت جہاں ہے، ایک سات سالہ بیٹا کرشن احمد ہے نیز اڑھائی سالہ جڑواں بچے عزیزان محمد .... اور نور الدین شامل ہیں۔

ایک خصوصیت جو اس شہادت کو اس دور کی سب دوسری شہادتوں سے ممتاز کرتی ہے جس کا میں ابھی ذکر کرنے والا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک بہت ہی ہولناک ملک گیر فتنہ کے احتمال سے بچا لیا۔ اس سے پہلے کوئی ایسی شہادت نہیں جس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہو کہ اس شہادت کے نتیجے میں بکثرت معصوموں کے خون بہائے جانے کے احتمال سے خدا تعالیٰ نے بچا لیا ہو۔ اور یہ بہت ہی گہری اور بہت ہی کمینی اور ہولناک سازش تھی جس کے متعلق اب مزید تحقیق جاری ہے اور اگرچہ پولیس نے اس معاملے کو دبانے کی کوشش کی تھی مگر ہمارے ماہرین لگے ہوئے ہیں اور پوری تفاصیل معلوم کر کے رہیں گے انشاء اللہ۔ لیکن جو اب تک معلوم ہو چکا ہے اس پر بنا کرتے ہوئے میں آپ کو یقین کے ساتھ بتا سکتا ہوں کہ کوائف کیا ہیں۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

ان کا اغوا لشکر جھنگوی کے چار اشتہاری بدمعاشوں نے جن کا سرغنہ لشکر جھنگوی کا ایک نہایت بدنام زمانہ مولوی تھا اور یہ چاروں مفرور مجرم پولیس کو انتہائی خطرناک جرائم کے ارتکاب میں اس درجہ مطلوب تھے کہ ان میں سے ہر ایک کے سر کی قیمت حکومت نے بیس بیس لاکھ مقرر کر رکھی تھی یعنی بدبخت ملّاں جو اس کا سربراہ تھا اور باقی پیشہ ور بدمعاش جو ان کی ملازمت میں رہتے ہیں ان سب کے سروں کی بیس بیس لاکھ قیمت مقرر کر رکھی تھی۔ اس قسم کے منظّم جرائم کے ماہرین سے ہم نے مشورہ کیا ہے ان کی قطعی رائے یہ ہے کہ ان کو شیعوں پر خطرناک حملہ کرنے کے الزام میں ملوث کیا جائے کیونکہ **مُحَرَّم** کا زمانہ ہے اس لئے دنیا پر یہ ظاہر کرنا تھا اور سارے ملک میں یہ کہہ کے آگ لگانی تھی کہ بے چارے سپاہ صحابہ پر تو خواہ مخواہ الزام آتے ہیں اصلی بدمعاش جماعت احمدیہ کروا رہی ہے اور **مُحَرَّم** وغیرہ کے موقع پر جو ملک گیر فسادات ہوتے ہیں ان میں یہ ذمہ دار ہیں۔ اور اگر یہ پتہ چل جائے کہ جماعت احمدیہ ملوث ہے تو پھر وہ ملک گیر فسادات بہت زیادہ ہولناک صورت اختیار کر سکتے تھے بے شمار احمدی معصوموں کی جانیں ان کے رحم و کرم پر ہوتیں جو رحم و کرم کا نام تک نہیں جانتے۔

چنانچہ ماہرین بڑی قطعیت کے ساتھ یہ کہتے ہیں اور ان کے پاس یہ کہنے کی وجوہات موجود ہیں۔ ان کی کار سمیت ان کی لاش کو وہ کہتے ہیں کہ جلا دینا مقصود تھا جس میں دہشت گردی کے جدید ترین ہتھیار مثلاً راکٹ لانچرز، گرینیڈ اور گرنیڈ لانچر اور بہت سے کلاشنکوفیں بھر دی جانی تھیں۔ یہ خیال کیوں ان کو آیا اس لئے کہ ایک شخص کے قتل کے لئے اتنا بھاری جدید اسلحہ جو دہشت گردی کے جدید ترین تیار لوگوں کو جو ٹرینڈ آدمی ہیں ان کو دیا جاتا ہے وہ ساتھ لے جانے کی ضرورت کیا تھی۔ ایک کار سے ان سارے جدید ترین اسلحات کی بھرمار پکڑی گئی ہے اور ان ماہرین کا خیال ہے کہ یہ ساری چیزیں ان کی کار میں بھر کر اس کو جلا دینا مقصود تھا لیکن اندر سے وہ چیزیں پکڑی جاتیں اور یہ الزام لگتا کہ سارے پاکستان میں جو خطرناک اسلحہ تقسیم ہو رہا ہے اور بدمعاشیاں کی جا رہی ہیں یہ جماعت احمدیہ کروا رہی ہے۔ اور یہ جو چیزیں پکڑی گئیں یہ پولیس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ ایک طرف تو اس کو اتفاقاً ڈکیتی کا واقعہ بیان کرتی ہے اور دوسری طرف تسلیم کرتی ہے کہ ساری چیزیں ان کے پاس تھیں۔ عام ڈکیتی میں اتنے خطرناک ہتھیاروں کی ضرورت کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ ویسے ہی ناممکن ہے۔

اب عزیزم غلام قادر شہید کا جو غیر معمولی کارنامہ ہے وہ یہ ہے کہ اس کو سمجھ آ گئی کہ یہ ایک بہت خطرناک سازش ہے جس کے بد اثرات جماعت پر مرتب ہو سکتے ہیں چنانچہ اس نے بالکل پروا نہیں کی کہ اس کو کیا تکلیف دی جا رہی ہے اس کے گلے گھونٹنے کی کوشش کی گئی اس کو ہر طرح سے اندر خنجر مار کے بھی مارنے کی کوشش کی گئی تا کہ وہ بچ کے باہر نہ نکل سکے لیکن بڑی سخت جانی کے ساتھ سارے مصائب برداشت کرتے ہوئے وہ ان کے چنگل سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور یہ پسند کیا کہ سڑک پر اس کا خون بہہ جائے تا کہ جماعت احمدیہ اس سازش کے بد اثرات سے محفوظ رہے اور ان کے قبضے میں آ کر دہشت گردی کے منصوبے میں اس کو ملوث نہ کیا جا سکے۔ یہ جدوجہد تھی قادر کی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہی۔

شدید جسمانی اذیت پہنچی ہے مگر بالکل پروا نہیں کی۔ آخر دم تک ان سے لڑتا رہا اور اغواء کا منصوبہ ناکام کر دیا اور سڑک پر باہر نکل کر ان کی گولیوں کا نشانہ بننا قبول کر لیا۔ اس شہادت کا یہ پہلو ایسا ہے جو میں سمجھتا ہوں **کہ قیامت تک شہید کے خون کا ہر قطرہ آسمان احمدیت پر ستاروں کی طرح جگمگاتا رہے گا**۔ مجھے اس بچے سے بہت محبت تھی۔ میں اس کی خوبیوں پر گہری نظر رکھتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ کیا چیز ہے اس وجہ سے میں بہت ہی پیار کرتا تھا گویا یہ میری آنکھوں کا بھی تارا تھا۔ مجھے صرف ایک حسرت ہے کہ کاش کبھی لفظوں میں اس کو بتا دیا ہو تا کہ اے قادر تم مجھے کتنے پیارے ہو۔ کبھی آج تک ناز اور غم کے جذبات نے مل کر میرے دل پر ایسی یلغار نہیں کی۔ ناز بھی ہے اور غم بھی ہے ان دونوں جذبات نے مل کر کبھی میرے دل پر ایسی یلغار نہیں کی جیسے قادر شہید کی شہادت نے کی ہے۔ اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّی وَ حُزنِی اِلَی اللّٰہ۔ خدا کے حضور آنسو بہانا منع نہیں ہے۔ کوشش یہی ہونی چاہئے کہ دنیا کے سامنے یہ آنسو نہ بہیں صرف اللہ کے حضور بہیں مگر بے اختیاری میں نکل بھی جاتے ہیں۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو قبر میں دفناتے ہوئے اگرچہ بے انتہا صبر کا مظاہرہ کیا مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایک بدنصیب نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی آنکھ سے آنسو! کیا دیکھ رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا خدا نے مجھے شقی القلب نہیں بنایا۔ اگر تم بدنصیب ہو تو میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ میرا دل سخت نہیں ہے۔ میرے دل کے خون کے قطرے میرے آنسو بن کر بہہ جاتے ہیں مگر یہ ایک بے اختیاری کا معاملہ ہے، میرے صبر کے باوجود ایسا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر صبر کرنے والا اور کون ہو سکتا تھا۔

پس میں آخر پر قادر شہید کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبد للطیف صاحب شہید کو خدا تعالیٰ نے سید الشہداء ہونے کی توفیق عطا فرمائی وہ تو ازلی ابدی توفیق ہے اس کا مقابلہ تو نہ قادر کر سکتا ہے نہ کوئی اور کر سکتا ہے۔.......... **پس اے شہید تو ہمیشہ زندہ رہے گا اور ہم سب ایک دن آ کر تجھ سے ملنے والے ہیں۔ زندہ باد، غلام قادر شہید، پائندہ باد۔**

خطبہ ثانیہ کے دوران تشہد کے بعد حضور انور نے فرمایا:

میں نے بارہا نصیحت کی ہے کہ جو میرے سامنے بیٹھے ہوں وہ گھور گھور کے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھا کریں اس سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے جس کو Embarrassment کہتے ہیں نا۔ اور باوجود بار بار یہ کہنے کے پھر بھی لوگ ایسے ہی کرتے ہیں۔ اب بھی ایک دیکھ رہے ہیں سامنے بیٹھے ہوئے زرد قمیص والے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھا کریں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا یہی طریق تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا بھی یہی طریق تھا جب نظریں نہ پڑتی ہوں کسی پہلو پر بیٹھے ہوں یا نظریں نہ پڑ رہی ہوں اس وقت بے شک دیکھ لو، ایک محبت کا بے اختیار جذبہ ہوا کرتا ہے مگر خصوصاً ایسے خطبہ میں جس میں انسان جذباتی ہو جاتا ہے مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے جب میں دیکھ رہا ہوں کہ بعض لوگ گھور گھور کر مجھے دیکھے چلے جا رہے ہیں۔ پس اس کے بعد میں اب خطبہ ثانیہ پڑھتا ہوں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد مزید فرمایا:

احباب دو سنتیں پڑھ لیں۔ جمعہ کے معاً بعد پھر میں نماز جنازہ پڑھاؤں گا پھر آپ کو رخصت ہو گی۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: مختصرات از صفحہ نمبر ۱

<u>۱۹۹۸ء</u> کو ریکارڈ ہوئی تھی براڈ کاسٹ کی گئی۔

اتوار، ۱۶ر مئی <u>۱۹۹۹ء</u>:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والوں کے ساتھ ۲۹ر اکتوبر <u>۱۹۹۴ء</u> کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کا دوسرا حصہ نشر کیا گیا۔

سوموار، ۱۷ر مئی <u>۱۹۹۹ء</u>:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۳ جو ۱۶ر اگست <u>۱۹۹۴ء</u> کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ براڈ کاسٹ کی گئی۔

منگل، ۱۸ر مئی، بدھ ۱۹ر مئی <u>۱۹۹۹ء</u>:

ان دونوں دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی ۱۵ر دسمبر <u>۱۹۹۵ء</u> اور ۲۲ر دسمبر <u>۱۹۹۵ء</u> کو ریکارڈ کی گئی ملاقاتوں کے پروگرام دوبارہ نشر کئے گئے۔

جمعرات، ۲۰ر مئی <u>۱۹۹۹ء</u>:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۳۴ جو ۲۲ر اگست <u>۱۹۹۴ء</u> کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۱ر مئی <u>۱۹۹۹ء</u>:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۷ر نومبر <u>۱۹۹۷ء</u> کو فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ایک پرانی ملاقات کا پروگرام نشر مکرر کے طور پر پیش کیا گیا۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

بقیہ: گوشت خوری از صفحہ نمبر ۴

چلو گے اور اس صورت میں تم رحیم نہیں ہوگے بلکہ ظالم کہلاؤ گے۔ انسان کی اجتماعی اخلاقی زندگی کے لئے جیسا کہ سبزی ضروری ہے ویسا ہی گوشت کا مناسب استعمال بھی ضروری ہے۔ پس کیا انسان کی اجتماعی اخلاقی زندگی پر موت وارد کرو گے اسلئے کہ کسی حیوان کی جسمانی زندگی کو نقصان نہ پہنچے۔ دیکھو خوراک کا اثر انسان کے اخلاق پر یقینی اور قطعی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کسی خاص فرد میں ظاہر نہ ہو یہ بھی ممکن کہ کسی قوم میں یہ فوراً ظہور پذیر نہ ہو مگر آہستہ آہستہ یہ اپنا اثر پیدا کرتا ہے اور بالآخر یقیناً یقیناً قومی خلق میں اپنا رنگ ظاہر کرتا ہے طبی تحقیقات اور تاریخی شہادت اس کے مؤید ہیں اور کوئی عقلمند نہیں جو اس سے انکار کر سکے۔ ایک ظاہر بین شخص جس کی نظر عام طور پر صرف محسوسات تک محدود ہوتی ہے ان باتوں کو نہیں دیکھ سکتا مگر یہ ہر وقت اپنا کام کر رہی ہوتی ہیں اور اسی قسم کے اثرات بالآخر اقوام کی کایا پلٹ دیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی قوم جری ہے تو کوئی بزدل۔ کوئی جوش اور امنگ والی ہے تو کوئی ڈھیلی اور مدھم۔ پھر کوئی صبر اور برداشت والی ہے تو کوئی جلد باز اور غیر مستقل مزاج۔ پھر کوئی سخت گیر اور سخت دل ہے تو کوئی حلیم اور نرم دل ہے۔ غرض کوئی کسی طرف جھکی ہوئی ہے تو کوئی کسی طرف۔ کیا خالق ہستی نے ان کو اس رنگ پر چلایا ہے؟ نہیں بلکہ خدا کی طرف سے تو سب کو اعلیٰ اور معتدل اخلاق کی طاقتیں ودیعت کی گئی ہیں اور یہ صرف بیرونی تاثیرات ہیں کہ جو کسی کو ایک طرف جھکا دیتی ہیں تو کسی کو دوسری طرف۔ پس ان پر غور کرنا اور ان کی حقیقت کو سمجھنا ہمارا فرض ہے اور ہم کو لازم ہے کہ ایسے طریق اختیار کریں کہ ہمارے فطری قویٰ اور فطری طاقتیں تمام کی تمام معتدل راستہ پر نشوونما پائیں اور کوئی قوت نامناسب طور پر حد اعتدال سے گزر کر دوسروں کو اپنے نیچے نہ دبا لے۔ اگر ہم اس معاملہ میں غفلت کریں گے تو اس کا لازمی نتیجہ ہماری اجتماعی اخلاقی موت ہوگی۔ ان طرق میں سے ہماری خوراک کا درست ہونا بھی ایک نہایت زبردست طریق ہے۔

پس چاہئے کہ شراب استعمال کرنے والی اقوام غور کریں کہ اس کا استعمال ان کے اجتماعی اخلاق پر بالآخر کیا اثرات پیدا کرے گا اور کر رہا ہے۔ سور کھانے والی اقوام سوچیں کہ سور کا گوشت ان کو بحیثیت مجموعی کیا بنا دے گا اور بنا رہا ہے۔ سبزیوں پر زور دینے والی اور گوشت کو کلیۃً ترک کر دینے والی اقوام تدبر سے کام لیں کہ اس اسراف کا کیا نتیجہ ہوگا اور ہو رہا ہے۔ گوشت کا نامناسب استعمال کرنے والی اقوام خیال کریں کہ یہ عادت ان کو کس طرف لے جا رہی ہے۔ بغیر غور اور تدبر کے یونہی رحم رحم پکارنا آسان ہے مگر خدارا غور تو کرو کہ اس رحم کے کیا معنی ہیں۔ اس کے معنی ہیں انسان پر ظلم کرنا۔ ایک حیوان جو انسان ہی کی خاطر بنایا گیا ہے اس کے گلے پر چھری پھرتی ہوئی تم کو تکلیف دیتی ہے لیکن انسان کی اجتماعی اخلاقی زندگی پر موت وارد کرنا تم کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ حیوان کی جسمانی زندگی نکلتے ہوئے تم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو لیکن انسان کی اجتماعی اخلاقی موت دیکھنے کے لئے تمہاری ان آنکھوں میں طاقت نہیں۔ ایک مذبوح جانور تمہارے سامنے تڑپتا ہے اور تمہارا دل بھر آتا ہے لیکن نسل انسانی کی اخلاقی زندگی کی مذبوحی حرکات تمہیں نظر نہیں آتیں اس لئے تم کو اس کی پرواہ نہیں۔ سنو! تم ایک معمولی سپاہی کی زندگی پر جھوٹا ترس کھا کر ایک نہایت آزمودہ کار اور قابل جرنیل کو اپنے ہاتھوں سے کھو رہے ہو۔ نہیں یہ مثال بھی غلط ہے کیونکہ ایک سپاہی اور جرنیل میں پھر بھی کوئی نسبت ہے لیکن ایک حیوان کی جسمانی زندگی اور نسل انسانی کی اخلاقی زندگی کے درمیان سچ پوچھو تو کوئی نسبت ہی نہیں۔ پس نتائج پر غور کرو۔ جھوٹے جذبات کے پیچھے نہ چلو۔ خداداد عقل مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی میں اپنی نظر سے کام لو۔ پھر تم اشیاء کی کنہ تک پہنچو گے اور تمہاری نظر حقائق کے پاتال کو چھیدتی ہوئی نکل جائے گی۔

ہاں یہ بھی تو غور کرو کہ کوئی مذہب و ملت ایسا نہیں کہ جس کے سلف گوشت خوری سے پرہیز کرتے ہوں اور صرف سبزیوں پر گزارہ کرتے ہوں۔ آج ہندو مذہب سبزی خوروں میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے مگر کون جانتا ہے کہ ہندوؤں کے بزرگ اور ان کے مذہب کے بانی گوشت کھاتے اور خوب کھاتے تھے۔ یورپ کے عیسائیوں میں اسوقت بعض سبزی خوری کی طرف مائل نظر آتے ہیں اور گوشت خوری کو ظلم قرار دیتے ہیں مگر کیا یہ سچ نہیں کہ مسیحیت کا بانی گوشت خور تھا اور بنی اسرائیل کے تمام گزشتہ انبیاء گوشت کھاتے تھے۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ اس حقیقت کو سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ ایک جانور کی جسمانی زندگی نسل انسانی کی اخلاقی زندگی کے مقابلہ میں قربان کر دینے کے قابل ہے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کی حکومت کی تحریک پر ہی یہ تحریک شروع کی تھی اور اس تحریک میں اپنا بھی بہت ہی اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ صرف عام احمدی والدین کو ہی تحریک نہیں کی بلکہ آپ نے ان کے جذبۂ شہادت کو بڑھانے کے لئے اپنے بیٹے بھی اس تحریک میں پیش کئے جن میں دو بڑے بیٹے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک حضرت مرزا ناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) اور دوسرے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو اللہ کے فضل سے زندہ ہیں۔ انہوں نے اپنے اپنے دائرہ میں خدا کے فضل سے بہت اعلیٰ خدمات انجام دیں۔ ان کے علاوہ چھ بیٹے اور ایک داماد، میر داؤد احمد صاحب بھی اس میں شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ خاندان سے منسلک دو اور افراد کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب میں خطبات کو مختصر کر رہا ہوں کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ضرورت پڑنے پر خطبات کو لمبا بھی کر دیا کرتے تھے مگر بالعموم چھوٹا خطبہ دیا کرتے تھے۔ مجھے اس میں زیادہ لطف آتا ہے کہ میں اس پرانی سنت کا احیاء کروں جس کا احیاء ہمارے زمانہ میں ہمارے امام حضرت مسیح موعودؑ نے کیا۔

آج حضور ایدہ اللہ نے پہلے مکرم برکت علی صاحب ساکن داتہ زیدکا، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ اور مکرم اللہ رکھا صاحب ساکن جسوکے، ضلع گجرات کی شہادت کا ذکر فرمایا۔ دونوں نے بڑی بہادری سے جام شہادت نوش کیا۔ حضور نے بتایا کہ اللہ رکھا صاحب کی شہادت کے بعد ان کے کپڑوں میں سے ان کی والدہ کی نصیحت پر مشتمل ایک خط ملا جس کے الفاظ یہ تھے کہ ”بیٹا! احمدیت کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دینا۔ ہر مشکل کا مقابلہ کرنا اور پشت نہیں دکھانا بلکہ دلیری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا“۔

حضور نے فرمایا کہ جو باتیں ہمارے تاریخی مواد میں موجود نہیں ہے وہ اب ان تذکروں کے ذریعہ اکٹھی ہو سکتی ہیں اور ہو بھی رہی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب بھی میں ان شہداء کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے رشتہ دار دنیا بھر سے تفصیلات بھجواتے ہیں۔

آج کے خطبہ میں حضور ایدہ اللہ نے تیسرے نمبر پر پروفیسر سلطان اکبر صاحب کے چچازاد بھائی چوہدری نصیر احمد صاحب کی شہادت کا ذکر فرمایا جو ۳/اگست ۱۹۴۸ء کو شہید ہوئے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے آج مکرم منظور احمد صاحب اوجلوی، مکرم عبدالرزاق صاحب، مکرم محمد اسلم صاحب مانگٹ، مکرم سخی منگ صاحب، مکرم میاں غلام یٰسین صاحب، مکرم محمد خان صاحب، مکرم بشیر احمد صاحب ریاض آف چارکوٹ اور مکرم عبدالرحمٰن صاحب کی شہادتوں کا اختصار کے ساتھ ذکر فرمایا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے ایسے شہداء کا ذکر فرمایا جو واقفین زندگی تھے اور خدمت دین کے دوران میدان جہاد میں ان کی طبعی موت سے وفات ہوئی۔ ان میں سب سے پہلے مولوی عبیداللہ صاحب ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی ہیں جن کا وصال ۷/دسمبر ۱۹۲۳ء کو ماریشس میں ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو بھی شہداء کی فہرست میں شامل فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا نے ان کی اولاد میں بڑی برکتیں عطا فرمائی ہیں۔

دوسرے نمبر پر اس سلسلہ میں حضور نے الحاج مولوی محمد الدین صاحب کا ذکر فرمایا جو حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے بیٹے تھے۔ آپ کو البانیہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو ۱۹۴۲ء میں ساؤتھ افریقہ تبلیغ کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ جنگ کا زمانہ تھا، آپ جس جہاز میں سوار تھے اسے تارپیڈو کا نشانہ بنایا گیا اور جہاز کے مسافروں سمیت آپ نے بھی سمندر میں غرق ہو کر شہادت پائی۔ اس پہلو سے انہیں غرقابی کی شہادت کے علاوہ خدمت دین کی خاطر سفر کے دوران وصال پانے کے نتیجہ میں دوہری شہادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے پیچھے ایک بیٹا جمال الدین نامی چھوڑا ہے جو کسی وقت کراچی میں رہتے تھے مگر ان کا حال تاریخ میں مذکور نہیں۔ خطبہ کے آخر پر حضور نے ایک دفعہ پھر لجنہ کے اجتماع کے حوالہ سے تمام شرکاء اجتماع کو دعاؤں سے نوازا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۵۵ء کے جلسہ میں خطاب کے دوران فرمایا:

”حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں تو ملاقاتیں ہوا ہی نہیں کرتی تھیں۔ آپ سیر کو جاتے تھے تو دوست دیکھ لیتے تھے اور اگر بعض کو موقع ملتا تو مصافحہ بھی کر لیتے تھے۔ تقریریں بھی مختصر ہوتی تھیں .... حضرت مسیح موعودؑ کی آخری جلسہ کی تقریر مجھے یاد ہے پچاس یا پچپن منٹ کی ہوئی تھی اور ہم بڑی باتیں کرتے تھے کہ آج بڑی لمبی تقریر ہوئی ہے۔ اور جماعت میں بڑا شور پڑا کہ آج حضور نے بڑی تقریر کی ہے۔ آپ لوگوں کو چھ چھ گھنٹے سننے کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ اب بیس پچیس یا تیس منٹ کی تقریر ہو تو بڑے مایوس ہو جاتے ہیں کہ بہت چھوٹی تقریر ہوئی ہے لیکن اصل تقریر تو وہی ہے جس کو آپ اپنے دل میں رکھ لیں۔ جو میرے منہ سے نکل کر ہوا میں اڑ جائے وہ کوئی تقریر نہیں، چاہے وہ آٹھ گھنٹے کی ہو یا بیس گھنٹے کی ہو اور جو آپ اپنے دل میں رکھ لیں وہ پانچ منٹ کی بھی بڑی ہے“۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰/فروری ۱۹۵٦ء)

فرینکفورٹ کے نزدیک فریدبرگ میں

سیکنڈ ہینڈ کاروں کی خرید و فروخت کا مرکز

آپ کار خریدنا یا اپنی کار فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے ہاں تشریف لائیں یا بذریعہ فون فیکس رابطہ کریں

نقد ادائیگی کے ساتھ TUV اور KAT کے بغیر کاریں بھی خریدی جاتی ہیں

Malik Asif Mahmood ------- Saar Str. 25 Friedberg

Tel-Off:0171-621 4360 (Mobile) PRV.Tel: 06031-7685-Fax:06031-680352

سر اقبال کا روحانی مقام و مرتبہ!

(شیخ عبدالماجد ۔ لاہور)

پہلا رخ

علامہ اقبال کے کلام میں بلاشبہ کئی جگہ اچھی اچھی حکمت کی باتیں ملتی ہیں مگر ان کے روحانی مقام و مرتبہ اور ایک دینی رہنما ہونے کے بارہ میں مختلف نظریات ہیں۔ایک مکتب فکر کی ترجمانی کرتے ہوئے

☆...... فرزند اقبال جناب جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال فرماتے ہیں:

"اقبال، مظاہر الٰہی میں سے تھے۔ایسے نوابغ روزگار، خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر انسانوں میں نمودار ہوتے ہیں اور وہ آرڈر دے کر نہیں بنائے جاسکتے"۔ ('زندہ رود' ص ۱۵۲)

☆......"اقبال ...... مجدد عصر" کے مصنف کا کہنا ہے کہ:

(الف):"اقبال کی شخصیت میں مجدد کا جذب و اثر اور اقبال کی کوششوں میں مجدد کے نقش پا ملتے ہیں"۔(ص ۱۶۷)

پھر لکھتے ہیں:

(ب):"نبی کی طرح، اقبال بھی اپنی قوم کی فلاح نظر میں رکھتا ہے"۔(ص ۱۲۱۔مصنف ڈاکٹر سہیل بخاری ، کتاب شائع کردہ اقبال اکادمی پاکستان)

☆......ڈاکٹر اسرار احمد صاحب امیر تنظیم اسلامی لکھتے ہیں:

"حدیث نبوی ہے "ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مأة ....الآخر"۔یعنی خدا تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا رہے گا جو اس کے دین کو از سر نو تازہ کرتے رہیں گے"۔

اس حدیث کے حوالے سے گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کا ذکر کرنے کے بعد چودھویں صدی کے بارہ میں ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے:

(الف):"جتنے عظیم ارباب ہمت و عزیمت اور شہسواران میدان تجدید اصلاح برصغیر پاک و ہند میں پیدا ہوئے ان کی مثال پورا عالم اسلام نہ کمیت کے اعتبار سے دے سکتا ہے نہ کیفیت کے اعتبار سے .... دینی تعلیم و تربیت کے قدیم نظام سے فیضیاب ہونے والوں میں سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن ایسی عظیم اور جامع شخصیت بھی یہیں سے پیدا ہوئی اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے جدید نظام سے مستفید ہونے والوں میں سے علامہ اقبال مرحوم جیسا نابغہ، رومیٔ ثانی بھی اسی خاک سے اٹھا"۔(روزنامہ جنگ کراچی ۲۱/فروری ۱۹۸۱ء)

(ب):"میرے نزدیک چودھویں صدی کے مجدد شیخ الہند محمود حسن دیوبندی تھے البتہ ان کے ساتھ ساتھ بعض دیگر حضرات کی تجدیدی مساعی بھی بہت اہم ہے۔ان میں سے ایک شخصیت علامہ اقبال کی ہے جو اگرچہ داڑھی منڈے تھے اور ان کے عمل کا پلڑا (ان کی فکر کے مقابلے میں) بہت ہلکا تھا"۔ (ماہنامہ میثاق نومبر ۱۹۹۱ء ص ۲۳)

☆......☆......☆

دوسرا رخ

مگر جس حدیث نبوی کی روشنی میں اس "داڑھی منڈھے" ہلکے عمل والے مفکر کو میدان تجدید و اصلاح کا شہسوار قرار دیا جاتا ہے۔آیئے اسی سے پوچھتے ہیں کہ اس کی نظر میں اس حدیث کی کیا اہمیت ہے۔علامہ اقبال فرماتے ہیں:

"یہ حدیث غالبًا جلال الدین سیوطی نے اپنے ذاتی اغراض کے لئے مشہور کی تھی۔اسے زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی"۔ (علامہ کا جواب اخبار "لائٹ" کے جواب میں)

The Tradition quoted by "The Light" was probably popularised by Jalal-ud-Din Suyuti,in his own interest & much importance can not be attached to it.

جہاں تک ہلکے اور بھاری "عمل" کا تعلق ہے اس کے متعلق علامہ کا ارشاد یہ ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اقبال کا ارشاد ہے:

زندگی یہ نہیں ہے کہ ہم کسی عقیدے یا نظریے پر قناعت کر کے بیٹھ جائیں اور بے عملی کو عمل قرار دیں ۔(ارشاد اقبال ص ۲۸۶۔ "اقبال کے حضور" از سید نذیر نیازی)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ اقبال داڑھی منڈے تھے اور عمل کا پلڑا بھی بہت ہلکا تھا مگر "انہوں نے فکر اسلامی (یعنی فکری انقلاب ۔ناقل) کی تجدید کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا"۔ (ایضاً ص ۲۳)

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا یہ ارشاد بھی توجہ طلب ہے۔"وہ مسلمان جو "شیو" بناتا ہے............ وہ روزانہ اپنے عمل سے حضورؐ کے حکم کی توہین کرتا ہے"۔ (میثاق ۱۹۹۸ء ص ۱۰)

مرکز اسلامی کے سربراہ مولانا وحید الدین ایک بین الاقوامی دینی شخصیت کے طور پر اپنا سکہ منوا چکے ہیں وہ بھی ایک مکتب فکر کے نمائندہ ہیں۔ اقبال کے "فکری انقلاب" کے متعلق ان کا تجزیہ حسب ذیل ہے۔فرماتے ہیں:

"موجودہ زمانہ کی مسلم نسلوں کو "تعلیمی جہاد" کی ضرورت ہے مگر اقبال نے مسلمانوں کو "سیاسی جہاد" کا سبق دیا۔ مسلمانوں کے اندر سب سے پہلے "فکری انقلاب" لانا تھا مگر اقبال نے مسلمانوں کو خارجی ہنگاموں میں ڈال دیا۔ مسلمانوں کو آج حقیقت پسندی کی خوراک درکار تھی مگر اقبال نے انہیں "ہوائی اچھل کود" میں مصروف کر دیا"۔

(الرسالہ دسمبر ۱۹۹۵ء ص ۲۴)

سابق صدر و وزیر اعظم حکومت آزاد کشمیر، سردار عبدالقیوم خان کا نظریہ یہ ہے کہ:

"جہاں مرضی جا کے دیکھ لیں، میں نے ڈاکٹر اقبال کے دوستوں کو، رفیقوں کو، اس کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو دیکھا ہے وہ گمراہی کی باتیں کرتے ہیں۔ روزے نہیں رکھتے ، کہتے ہیں "ڈاکٹر اقبال روزہ نہیں رکھتا تھا"۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ جی ڈاکٹر نماز شماز نہیں پڑھتا تھا۔ نماز شماز ذرا ملاحظہ کریں"۔

(جنگ لاہور ۲/جنوری ۱۹۸۸ء)

قارئین کرام !اکابرین کی مندرجہ بالا آراء سے خود اندازہ فرمالیں کہ مسلمان، دینی معاملات میں علامہ اقبال کے عملی نمونہ سے کس حد تک رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔خاص طور پر اقبال کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ "قرآن حکیم، فکر کے مقابلہ میں عمل پر زور زیادہ دیتا ہے"۔

(دیباچہ تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ)

عجیب و غریب، دلچسپ اور حیرت انگیز

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

پڑھنے والا پین

اب تک ایسی عینک تو کوئی نہیں بنی جس کو پہن کر ان پڑھ بھی پڑھنے لگیں لیکن اس کی بجائے اب ایک کمپنی Sieko Instruments نے ایک ایسا قلم ایجاد کر لیا ہے جو اگر کسی ٹائپ شدہ لفظ پر رکھا جائے تو اس کو اونچی آواز سے پڑھ کر سنا دیتا ہے۔اس کا نام Quicktionary Reading Pen ہے اور جیبی سائز کا ہے۔کوئی تین سو ڈالر اس کی قیمت ہے لیکن یہ تحریر کو ایک ایک لفظ کر کے ہی پڑھ سکتا ہے۔بہرحال جن کے لئے عینک سے پڑھنا بھی ممکن نہیں لیکن وہ سن سکتے ہیں ان کے لئے مفید ایجاد ہے۔

☆......☆......☆

بولنے والی کتاب

امریکہ کی ایک کمپنی نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس پر کہ پوری کتاب ریکارڈ ہو جائے اور آپ چلتے پھرتے کانوں کو لگا کر اس کو سنتے رہیں۔ کتاب کی کیسٹ بازار سے خریدنے کی بھی ضرورت نہیں، انٹرنیٹ کے ذریعہ دنیا بھر کی جو کتاب چاہیں اپنے کمپیوٹر پر لا کر اس کو Audible Software میں بھر لیں اور Mobile Player کے ذریعہ سنتے رہیں۔

کوئی پڑھنے والا ہو بلکہ سننے والا ہو۔ سہولتوں کے تو انبار لگ رہے ہیں۔یہ سب ایجادیں کبھی دینی تعلیم اور تبلیغ کے لئے بھی استعمال ہونگی۔انشاءاللہ۔

☆......☆......☆

آپ کے گھر میں سب سے زیادہ بکٹیریا کہاں پائے جاتے ہیں

امریکہ کی University of Arizona نے تین ہفتوں کی تحقیق کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ سب سے زیادہ بکٹیریا اس کپڑے میں ہوتے ہیں جس سے پلیٹیں دھونے کے بعد صاف کی جاتی ہیں۔اس کپڑے کو نچوڑنے سے جو پانی نکلا اس میں ٹائلٹ کی سیٹ کے مقابلہ میں دس لاکھ گنا زیادہ بکٹیریا پائے گئے لہذا پلیٹوں کو دھونے کے بعد خود ہی سوکھنے دیں تو بہتر ہے۔کپڑے کی نمی میں جراثیم خوب پھلتے پھولتے ہیں جبکہ ٹائیلٹ کی سیٹ چکنی ہونے کی وجہ سے بکٹیریا کی افزائش کے لئے کم موزوں ہے لیکن پبلک ٹائیلٹ کا استعمال پھر بھی احتیاط سے ہی ہونا چاہئے، ہر طرح کے لوگ انہیں استعمال کرتے ہیں ۔ جو لوگ ڈش کلاتھ استعمال کرتے ہیں انہیں ہر ہفتہ کسی جراثیم کش پاؤڈر وغیرہ سے دھونا چاہئے۔ جس تختہ پر سبزی ،گوشت کاٹتے ہیں وہاں بھی جراثیم کافی موجود ہوتے ہیں۔ گندے پانی سے اگائی ہوئی سبزیوں پر بھی کئی بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں جو دھلنے سے صاف نہیں ہوتے لیکن پکانے کے دوران مر جاتے ہیں۔

☆......☆......☆

فرانس میں روبوٹ کے ذریعہ دل کا پہلا بائی پاس آپریشن

پیرس کے ایک ہسپتال میں پہلی بار ایک اوپن ہارٹ سرجری کا کامیاب آپریشن دو ڈاکٹروں نے ایسے روبوٹ (Robot) کے ذریعہ کیا ہے جس کو وہ کمپیوٹر کے ذریعہ مریض سے کئی میٹر دور بیٹھے ہوئے کنٹرول کر رہے تھے۔پانچ دوسرے آپریشن بھی روبوٹ کے ذریعہ کئے گئے۔ مریض کے جسم میں صرف چار سنٹی میٹر (کوئی ڈیڑھ انچ) لمبا چوڑا چیرا دیا گیا۔ سرجن دور بیٹھے کیمرے کے ذریعہ مریض کے جسم کے اندر دیکھ رہے تھے اور کمپیوٹر کے ذریعہ روبوٹ کو ہدایات دے رہے تھے۔چونکہ کمپیوٹر کو سرجنوں کے ہاتھوں کی نسبت تین تا پانچ گنا کم جگہ درکار تھی اس لئے سرجری زیادہ ٹھیک طور پر کی گئی۔دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مریض کو صحت یاب ہونے کے دوران نسبتاً کم درد محسوس ہوئی۔

ایک وقت وہ بھی آ سکتا ہے جب ڈاکٹر ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے کسی مریض کا آپریشن روبوٹ اور کمپیوٹر کی مدد سے کر رہے ہونگے۔

بقیہ:رپورٹ جلسہ ہالینڈ از صفحہ ۱۶

بچوں کی کلاس

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز مورخہ ۴؍اپریل بروزاتوار ہالینڈ کے بچوں اور بچیوں کی حضور انور کے ساتھ ایک کلاس منعقد ہوئی۔ تلاوت کے علاوہ بچوں نے نظمیں بھی پڑھیں۔ایک نظم جلسہ سالانہ کے حوالے سے بھی پڑھی گئی جوکہ بہت پسند کی گئی۔ بعض بچیوں نے اپنی تقریروں کے ذریعہ ہالینڈ کی تاریخ کے متعلق روشنی ڈالی۔

لجنہ سے خطاب

جلسہ کے دوسرے روز حضور ایدہ اللہ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ حضور نے ایک پہلو سے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایاکہ ترجمہ نماز سیکھنے کے حوالے سے لجنہ اماءاللہ ہالینڈ نے بہت ترقی کی ہے۔ میرا فرض ہے کہ شکریہ ادا کروں اور جزاکم اللہ کہوں۔ فرمایاکہ میں نے تفصیلی رپورٹ کا مطالعہ کیاہے۔اصل نماز ہی ہمارے ایمان کی بنیاد ہے کہ یہی جڑ ہے اور یہ رہی تو سب کچھ ہے۔ نیز فرمایاکہ اگر بچیاں نماز کوواقعی سوچ سمجھ کر پڑھیں تو ان کی ساری زندگی سنور جائے گی۔

پھر حضور نے فرمایاکہ نماز آگے اور بھی تو دعوت دیتی ہے یعنی دعوت الی اللہ کی۔ فرمایاکہ اپنی زیر تبلیغ مہمانوں کو گھر بلائیں،ان کی دعوت کریں اوران کو آڈیو ویڈیو کیسٹس دکھائیں۔ یہ ایک چھوٹا سا ملک ہے مگراس چھوٹے سے ملک نے بڑے بڑے ملکوں پر حکمرانی کی ہے۔

نیز فرمایاکہ تبلیغ کے حوالے سے لجنہ کی کمیٹیاں بنائیں اوران کے کام کی رپورٹ لی جائے۔ ہالینڈ کی قوم بڑی باصلاحیت قوم ہے۔ میرا دل چاہتاہے کہ ہالینڈ کی جماعت Hollandish کے ذریعہ ترقی کرے۔اس کام کو سنجیدگی اوردعاؤں سے کریں یعنی دعوت الی اللہ کو۔ اپنی زیر تبلیغ دوستوں میں سے ہی اپنی دوست بنائیں اور سارا سال رابطہ رکھیں۔انگلستان جلسہ پراور سیر کے لئے جرمنی لے جائیں اور سارا سال ان کے لئے دعائیں کریں۔ نیز اس کام کے لئے صبر کی بھی ضرورت ہے۔

تبلیغی نشست

جلسہ کے دوسرے روز ہی شام کواردو بولنے والوں کے ساتھ حضور کی ایک تبلیغی نشست ہوئی جس میں ۴۶ کے قریب مہمان شامل ہوئے۔ یہ مجلس بہت ہی دلچسپ رہی۔

ملاقاتیں

دوران جلسہ دوسرے اور تیسرے روز بہت سارے احباب نے مع اپنے خاندانوں کے حضور انور کے ساتھ ذاتی ملاقات کاشرف حاصل کیا۔

اختتامی خطاب

جلسہ کے آخری روز تقریباً سوا چار بجے سہ پہر اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ کلام خوش الحانی سے پڑھا گیا۔ بعدازاں حضور نے خطاب میں فرمایاکہ ابھی آپ کے سامنے قرآن کریم کی جو آیات تلاوت کی گئی ہیں(سورۃ کہف کا آخری رکوع) ان آیات میں عیسائی قوم کی ترقی کا ذکر ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایاکہ آج کل کی ان کی صنعتی ترقی ہمارے سامنے ہے۔ دجّال کے شر سے بچنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایاکہ سورۃ کہف کی پہلی دس آیات اور آخری دس آیات پڑھاکرو۔ فرمایاکہ ان آیات کے مضامین پر غور کیا کروکیونکہ دجّال سے بچنااور عیسائی قوم کے حال کو جاننا ایک ہی بات ہے۔ان آیات میں بتایا گیاہے کہ ان لوگوں کی ساری عمر دنیا کے لئے ہے۔ان کی تمام ترتوجہات دنیوی ترقیات پر مرکوز ہیں۔انہیں اپنی ترقی پر ناز ہے، آخرت سے ایک لحاظ سے ان کاانکار ہے۔یہ جو مغربی ترقی یافتہ قومیں ہیں یہ عیسائی ہی تو ہیں۔ یہ سوچتے نہیں کہ انہوں نے خدا کو جان دینی ہے۔ان کی ترقی کو دیکھتے ہوئے دوسرے سمجھنے لگ گئے ہیں کہ گویاان کو خدا کی طاقتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ تاریخ میں قوموں کی ترقی کاذکر ہے لیکن صنعتی ترقی جواس قوم نے کی ہے اس کی مثال نہیں۔ کمپیوٹر کوہی لے لیں یہ کمپیوٹر سے کیاکیاکام لے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اب جانور بنانے کی کوش میں ہیں۔

فرمایاروبوٹ جس کے بارے میں ہم پہلے کہانیوں میں پڑھاکرتے تھے اب وہ اس کو عملی شکل میں لے آئے ہیں۔ بڑی بڑی فیکٹریوں میں کمپیوٹر ہی ہیں جوان کو چلارہے ہیں۔ بہرحال یہ ناممکن ہے کہ عملی زندگی کی یہ نقل کر سکیں۔ کمپیوٹر میں حقیقت میں انسانی دماغ ہی کام کرتاہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان بنایا پھر انسان ہی نے آگے کمپیوٹر بنائے۔ انسانی دماغ ہی ان کا مالک ہے۔ کمپیوٹر کی الگ کوئی سوچ نہیں، یہ نہیں سوچتے کہ اس خدا کے حضور حاضر ہوناہے جس نے ساری طاقتیں ان کو دی ہیں۔

حضور نے فرمایاکہ دوسری اہم بات عجائبات کی ہے جو یہ دکھارہے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگریہ سمندر سیاہی بن جائے اور درختوں کی قلمیں بن جائیں پھر بھی خدا کے عجائبات لکھنے سے ختم نہیں ہونگے۔انسانی تکبر کی بنااس پر ہے کہ اس نے عجائبات دکھائے ہیں حالانکہ اس کے مقابل پر خدا نے اتنے عجائبات دکھائے ہیں کہ ان کا شمار نہیں، لاانتہاہی عجائبات ہیں۔ سورۃ کہف کی ان آخری آیات میں دجّال سے بچنے کے طریق ہمیں بتائے ہیں اور ان سے خداپر گہرا ایمان پیدا ہوتاہے، دہریت کابہت بڑاتوڑ ہیں یہ آیات۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات کو غور سے پڑھیں، فکر کریں۔ صرف ترجمہ ہی ان کاکافی نہیں بلکہ ان کے مضامین پر غور کریں۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو کلمۃ اللہ کہا گیاہے اس کوپادری کہتے ہیں کہ یہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے لئے ہے باقی کسی نبی کو نہیں کہا گیا۔ اکثر جاہل علماء بھی سمجھتے نہیں۔انہی آیات میں اس کاتوڑ ہے۔ کلمات کی کوئی انتہاء نہیں۔ کُنْ بھی ایک کلمہ ہے، کلمہ کے نتیجہ میں ہی یہ دنیاوجود میں آئی ہے۔

حضور نے فرمایاکہ ایک طرف ان کی ترقی کا ذکر ہے تودوسری طرف ان کے تنزل کا بھی ذکر ہے۔انہوں نے ساری کوشش دنیاکیلئے وقف کردی ہے تو آخرت میں ان کاکوئی حصہ نہیں۔ یہ ایک کامل عدل ہے۔

ان آیات کے آخرپر آنحضرت ﷺ کاذکر ہے کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں، عام بشریت کی طاقت مجھ میں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میں نے خداکواس دنیامیں پالیاہے آخرت میں تو خدانے ملناہی ہے۔ تمام وہ لوگ جن کووحی حاصل ہوئی ان سب سے آگے آپؐ ہیں۔ کسی اور نبی نے خدا کی توحید کی بادشاہت اس طرح اپنے اوپر قائم نہیں کی جس طرح رسول پاکؐ نے توحید کی بادشاہت اپنے اوپرقائم کی۔

حضور انور نے فرمایا آپ لوگ ایسی قوموں میں رہ رہے ہیں جو ترقی کی انتہاپر ہیں۔ایسی قوموں میں رہتے ہوئے آپ کوہر طرف خطرہ ہے۔یہ سوچ کہ اسلام کو کچھ نہیں ملا اس قوم کوہی اصل میں ملاہے یہ عملاً رفتہ رفتہ لقاء الٰہی کا انکار ہے۔ آنحضرت ﷺ کو کتنا فکر تھاکہ جن لوگوں نے دجال کے ماحول میں رہناہے ان کی ترقی سے فائدہ اٹھاناہے ان کی بھلائی کے لئے قرآن کریم پر غور کر کے نصیحت فرمائی کہ دجّال سے بچنے کے لئے سورۃ کہف کی پہلی دس اور آخری دس آیات کوپڑھتے رہنا۔

آخر پر حضور نے فرمایاکہ اللہ کرے کہ ہم آنحضرت ﷺ کی نصیحت پر عمل کرنے والے ہوں۔ آپ کے بے شمار احسانات ہیں جن کا بدلہ اتارنے کی کسی میں طاقت نہیں مگر ہم آپؐ پر درود تو بھیج سکتے ہیں۔

مسجد مبارک ہیگ

جلسہ کے اگلے روز منگل،۶؍اپریل کو حضور مع اپنے قافلہ کے نئی تعمیر ہونے والی مسجد مبارک ہیگ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ معائنہ کے بعد حضور انور نے چند گھنٹے وہاں پر قیام فرمایا۔ دوپہر کا کھانا بھی تناول فرمایا۔ بعدازاں تعمیر مسجد میں وقار عمل میں حصہ لینے والے بعض احباب جماعت کے ساتھ گروپ فوٹو اور مصافحہ کاشرف عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایاکہ جماعت احمدیہ ہالینڈ نے ایک بڑی اچھی مسجد بنالی ہے۔

نماز ظہروعصر کی ادائیگی کے بعد حضور واپس نن سپیٹ تشریف لے گئے۔

مورخہ ۷؍اپریل بروزبدھ شام ۷ بجے حضور مع اپنے ممبران قافلہ لندن واپس روانگی کے لئے نن سپیٹ ہالینڈ سے روانہ ہوکر بلجیم مشن ہاؤس رات ۹ بجے بخیروعافیت پہنچ گئے جہاں سے اگلے روز حضورانور لندن تشریف لے گئے۔

(رپورٹ مرسلہ: نعیم احمد وڑائچ ۔ مبلغ سلسلہ)

شہداء احمدیت کے حالات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ چند خطبات جمعہ سے جماعت کے ان احباب کا تذکرہ فرمارہے ہیں جنہیں خدا کی خاطر مختلف مواقع پراپنی جان کانذرانہ پیش کرنے کا موقع ملا۔

مرکز کے مختلف اداروں میں ایسے جن احباب کے حالات جمع ہیں ان میں سے بہت سے نامکمل ہیں۔ تمام امراء، صدران جماعت اورمربیان کرام سے درخواست ہے کہ ازراہِ کرم اپنے مقامی خطبات جمعہ میں احباب جماعت کواس امر کی طرف باربار توجہ دلائیں کہ وہ خدا کی راہ میں جان کانذرانہ پیش کرنے والے احباب کے بارے میں اگر مستند معلومات رکھتے ہوں تو مرکز کو مطلع فرمائیں تاکہ مرکز میں ریکارڈ مکمل ہو۔

ان حالات میں نام، ولدیت، خاندان، یہ واقعہ کہاں ہوا؟ کس تاریخ کو ہوا؟ اور کیاواقعات پیش آئے۔ پسماندگان میں کون ہیں اوراب کہاں کہاں مقیم ہیں۔ جان لینے والوں کے بارہ میں کوئی تفصیل کہ ان کاانجام کیاہواوغیرہ۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کی روشنی میں بعد تحقیق مستنداور درست معلومات، کوائف، مضامین مرکز میں بھجوائیں گے۔

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَبْ

(۲۰ر دسمبر ۱۹۹۴ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر** پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

سوال: حلمی شافعی صاحب نے ایک غیر احمدی عرب دوست کا بھجوایا ہوا سوال پیش کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا مرتبہ و مقام دوسرے تمام اولوالعزم نبیوں سے بڑھ کر ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا۔ بہتر ہے کہ اس قسم کا سوال اصل حوالے کے ساتھ پیش کیا جاوے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہماری کتابوں میں سے سیاق و سباق کو چھوڑ کر اعتراض کی خاطر درمیان میں سے کوئی جملہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ اس سوال میں جو اعتراض پیش کیا گیا ہے یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ گزشتہ علماء اور قدیم جید مفکرین اسلام اور بزرگان دین کے نزدیک امام مہدی کا مقام گزشتہ بہت سے نبیوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ کوئی احمدی عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ قدیم نامور مقبول زمانہ بزرگ علماء اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ مجددین کا عقیدہ و خیال ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ ان بزرگانِ دین پر ہے جنہوں نے امتِ محمدیہ میں اس فکر کو پھیلایا۔ انہوں نے ایسا کہا تھا اور تمام امتِ محمدیہ نے اسے درست تسلیم کیا اور ابھی بھی اس بات کو قبول کرتی ہے۔ پھر ایسی صورت میں تو بات صرف صداقت اور پہچان کی باقی رہ جاتی ہے کہ دعویٰ کرنے والا اپنے دعویٰ میں صادق ہے یا نہیں؟ اگر یہی وہ شخص ہے تو پھر خود تمہارے افکار و اعتقادات اس بارہ میں خلاف کیسے ہو سکتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود اپنے سے پہلے بہت سے نبیوں سے مقام و مرتبہ میں بڑا ہوگا۔ یہاں مسئلہ اس کے مقام کا نہیں بلکہ اس کی پہچان کا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو پھر تمام گزشتہ بزرگ علماء و مجددین کے خیالات اور مہدی کے متعلق بیانات و اعتقادات کا اس میں پورا ہونا لازم ہے۔

یہ کہنا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ گزشتہ تمام نبیوں سے مرتبہ میں افضل ہیں قطعاً غلط اور بے بنیاد الزام ہے اور ہمارے نزدیک کلمہ کفر ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شمار دفعہ بڑے کھلے اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا اور بیان فرمایا ہے کہ آپؑ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نہایت ہی عاجز غلام اور ادنیٰ خادم ہیں۔ اور بارہا بڑے فخر سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ میں اس حد تک اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہوں کہ جو کچھ بھی خدا کا فضل مجھ پر ہوا ہے یہ محض اور محض آپؐ سے تعلقِ محبت کی وجہ سے اور آپؐ کے واسطہ سے ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بھی برکت اور فضل میرے اوپر براہ راست نازل نہیں ہوا بلکہ یہ سراسر میری کامل متابعتِ رسول ﷺ اور سپرداری کا صلہ ہے اور میں جہاں بھی کھڑا ہوتا ہوں اپنے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حمایت میں کھڑا ہوتا ہوں۔

اس کے بعد ان حوالوں کی کیا اہمیت باقی رہ جاتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع واطاعت اور تابعداری کرنے والا یقیناً حضرت مسیح اور دوسرے اسرائیلی نبیوں سے مرتبہ میں بڑھ کر ہوگا۔ اگر یہ علماء خیال کرتے ہیں کہ اس کا مقام دوسرے نبیوں سے کمتر ہوگا تو پھر آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ "عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيل"۔ اگر امت محمدیہ کے علماء کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے انبیاء کے مرتبہ پر ہیں تو پھر وہ شخص جسے "المہدی" اور "المسیح" کہا گیا اس کا مقام تو دوسرے علماء کی نسبت بہت بلند اور انبیاء بنی اسرائیل سے بہت اونچا ہوگا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے علاوہ دیگر اکثر انبیاء سے درجہ میں ممتاز ہوگا اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا عکس کامل ہوگا۔ نُسْخَةٌ مُنْتَسَخَةٌ مِّنْهُ بِإِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِيِّ"۔ (الخیر الکثیر صفحہ ۷۲ مطبوعہ بجنور)

یہ لوگ بدنیتی سے ہماری کتابوں میں سے مضمون کے درمیان میں سے کوئی جملہ اعتراض کی خاطر اٹھا لیتے ہیں اور پوری بات پیش نہیں کرتے۔ حالانکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے مزعومہ اعتراضات کا جواب خود اسی کتاب میں موجود ہوتا ہے جس سے بات روشن ہو جاتی ہے۔

اس ضمن میں دوسری بات جو میں یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ وہ عرب جو اس قسم کے حوالوں کے ذریعہ اعتراض کرتے ہیں انہوں نے خود ان کتب کو نہیں پڑھا ہوتا۔ اور میرا یقین ہے کہ عرب ذہن اتنا ٹیڑھا نہیں جتنا کہ پاکستانی ملاؤں کا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ وہ مُلاں لوگ اس قسم کے حوالے ہماری کتابوں سے جمع کر کے کتابیں لکھتے ہیں اور سیاق و سباق کو چھوڑ کر درمیان سے ایسے جملے لے لیتے ہیں جن سے وہ اعتراض کر سکیں۔ اور پھر باہر کی مسلم دنیا کو دکھاتے ہیں کہ ہم اس ملک سے ہیں ہمیں معلوم ہے کیا ہو رہا ہے اور احمدیہ عقائد کیا ہیں۔ یہ ملاں لوگ غلط باتیں انہیں پہنچاتے ہیں اور عرب دنیا آنکھیں بند کر کے ان پر یقین کر لیتی ہے۔ یہ درست طریق نہیں ہے لیکن جس عرب دوست نے اس بارہ میں سوال کیا ہے مجھے بہت خوشی ہے کہ اس نے حقیقت معلوم کرنے کی سعی کی ہے۔ جو کچھ اس نے پڑھا ہے وہ میرے سامنے پیش کیا ہے اور مجھے اس بات کا موقع دیا ہے کہ میں نہ صرف اس کی تسلی کرا سکوں بلکہ اس کی وجہ سے باقی سننے والوں کو بھی اطمینان دلا سکوں۔

میں یہ حقیقت اس پر کھولنا چاہتا ہوں کہ یہ بحث کرنا کہ چونکہ مسیح موعودؑ کے متعلق احمدی سکالرز یا کسی احمدی خلیفہ نے کچھ لکھا ہے اس لئے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت مرزا صاحب آنحضور ﷺ کے متبع اور فرمانبردار نہیں ہیں، سراسر غلط ہے۔ یہ آخری نتیجہ بالکل غلط ہے۔ اس پر ہم دوسرے زاویہ سے غور کرتے ہیں کہ کہاں آپ نے قرآنی تعلیم کے خلاف کوئی بات کی ہے اور کہاں آپ نے سنت نبوی سے روگردانی کی ہے۔ قرآن کریم کی مکمل تعلیم اور سنت نبوی کے ہر پہلو پر ہمارا ایمان و عمل ہے۔ ہمارا قبلہ وہی ہے، ارکان اسلام و ایمان وہی ہیں، ہمارے عقائد ایک جیسے ہیں بس ایک تنہا فرق امام وقت کی پہچان کا ہے۔ اس کے علاوہ کسی قسم کا کوئی فرق نہیں اور اسلام کی تمام تعلیمات پر ہم ان کی نسبت زیادہ احسن طریق پر عمل پیرا ہیں۔ یہاں انگلستان میں ہی دیکھ لیں ایک احمدی مسلمان مرد اور عورت کی زندگی کے رہن سہن، طور طریقوں کا مقابلہ دوسرے ان مسلمانوں سے کر کے دیکھ لیں جو ان ملاؤں کے نزدیک بہتر مسلمان ہیں تو آپ کو خود ہی فرق معلوم ہو جائے گا۔

اگر ایک شخص نے اپنی ساری زندگی اس ثبوت میں پیش کر دی ہو کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم اور سنت نبوی کا مکمل طور پر تابع فرمان ہے اور وہی باتیں اپنے ماننے والوں کو سکھلائیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کی ہو تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کا متبع و فرمانبردار نہیں ہے۔ اگر اس حالت میں بھی وہ آپ کا تابع اور فرمانبردار نہیں ہے تو پھر فرمانبرداری اور سپرداری کی اور کونسی تعریف ہے؟ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میرے اعمال اگر ہمالیہ پہاڑ کے برابر بھی ہوتے لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری اور ماتحتی نہ ہوتی تو میرے اعمال کی کوئی بھی حیثیت نہ ہوتی اور خدا تعالیٰ کو ان کی ذرّہ بھی پرواہ نہ ہوتی اور میں ردّ کر دیا جاتا۔ میں نے جو کچھ بھی پایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل پایا۔ یہ آپ کا ایمان اور عقیدہ ہے اور یہی تعلیم ہے جو آپ نے ہمیں دی۔

یہ تو بہت گھٹیا قسم کے ہتھکنڈے ہیں جو مخالفین، احمدیت کے خلاف دوسروں کو دھوکہ دینے کی غرض سے استعمال کرتے ہیں۔ عربوں کو چاہئے کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی بات قابل وضاحت ہو تو میں بتا سکتا ہوں کہ احمدیہ عقائد کیا ہیں۔

سوال کرنے والے نے کہا ہے کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب دوسرے کئی انبیاء سے بہتر اور مرتبہ میں بڑے ہیں۔ میرا ذاتی عقیدہ ہے کہ یہ کلمہ کفر نہیں ہے کیونکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں، بے شک اس وجہ سے مجھے کوئی کافر ہی کیوں نہ کہے مجھے اس کی قطعاً پرواہ نہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعض خادم خدا تعالیٰ کی نظر میں مقام کے لحاظ سے گزشتہ انبیاء سے بڑھ کر تھے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ رضوان اللہ علیہم۔ اور بھی بہت سے ہیں۔ اسی طرح بہت سے بعد کے زمانہ میں پیدا ہوئے جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ۔ یہ ملاں لوگ کیوں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی امت کے متعلق دیانتدارانہ طرز عمل اختیار نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ اس طریق پر یہ لوگ تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین کے مقام کو گھٹانے اور کم کرنے والے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی لئے ہوئے ہیں کہ آپؐ کی شان سب نبیوں سے اعلیٰ و برتر ہے۔ آپؐ کیسے دوسرے نبیوں سے مرتبہ میں اعلیٰ و افضل ہیں جبکہ آپ کے ماننے والے دوسرے انبیاء کے متبعین سے درجہ میں کم تر ہیں۔ ان لوگوں کا ایمان ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پیروی میں بڑے انبیاء پیدا ہوئے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا بلند مرتبہ و مقام رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے تابع بھی بہت سے عالی مرتبہ نبی پیدا ہوئے لیکن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت میں سے کسی کو توفیق و طاقت حاصل نہیں کہ آپؐ سے پہلے مبعوث ہونے والے کسی نبی کی برابری کر سکے۔ یہ لوگ حضرت محمد رسول اللہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم سے کیوں دیانتداری سے کام نہیں لیتے۔ یہ کیوں قرآن کریم پر تھوڑا سا غور وفکر کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ پہلے انبیاء تو اپنے متبعین کو جو غیر متقی تھے متقی بنانے کے لئے آئے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ بالکل آغاز میں قرآن کریم کیا ذکر کرتا ہے۔ فرماتا ہے "ھدی للمتقین" (البقرۃ:۳)۔ یہ کامل کتاب انسان کو اس مرتبہ ومقام سے اٹھاتی اور ترقی دیتی ہے جہاں گزشتہ تعلیم نے اسے چھوڑا تھا۔ متقی طلباء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سکول میں حصول علم کی ابتداء کریں گے اور مقام اتقاء سے اپنی تعلیم کو آگے بڑھائیں گے۔

اگر یہ نافہم لوگ قرآن کریم پر ذرا بھی غور کریں تو انہیں ہر جگہ کھلا کھلا ثبوت اس بات کا ملے گا کہ یہ کامل تعلیم انسان کو ایسے مرتبہ ومقام تک پہنچا سکتی ہے کہ جو اس نے اس سے قبل کبھی حاصل نہ کیا تھا کیونکہ قرآن کریم جیسی کامل شریعت پہلے کبھی نازل نہ ہوئی تھی۔ کتنی کامل تعلیم ہے جس کا وہ اقرار تو کرتے ہیں لیکن اس کے سبب سے حاصل ہونے والے مراتب و کمالات کے متعلق کتنا ناقص خیال رکھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی تحریرات وملفوظات میں بے شمار مواقع پر قرآن کریم اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اس اعلیٰ وارفع شان کا بڑے خوبصورت رنگ میں اظہار فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

اے میرے آقا! اے خیر رسل! تیری وجہ سے ہی ہم اس دنیا کی سب سے بہترین امت کہلائے۔ تو مراتب و کمالات میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور تیری پیروی و اتباع میں ہمیں بھی آگے بڑھنے کی توفیق ملی۔ کیا یہ کفر ہے؟۔ اس وجہ سے بے شک یہ لوگ مجھے اور تمام احمدیوں کو کافر کہیں۔ ہمیں اس کی کوڑی کی بھی پروا نہیں کیونکہ یہی تو حقیقت ہے۔ ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ یہ بلاوجہ کے احساس کمتری کا شکار ہیں۔

یہ سب نماز میں درود پڑھتے ہیں "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔ اگر خدا تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں ابراہیم کی آل کو آلِ محمد پر مرتبہ میں اونچا رکھوں گا تو پھر یہ لوگ کیوں غیر ضروری طور پر کہتے چلے جاتے ہیں کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اگر یہی ان لوگوں کا عقیدہ ہے تو پھر یہ درود پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ انہیں درود پڑھنا ترک کر دینا چاہئے۔ لیکن افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت دینی علم سے بالکل بے بہرہ ہے۔ وہ جانتے ہی نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہے ہیں، کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ اس میں مضمر گہری حکمتوں کو جانتے ہی نہیں جو ہمیں آنحضرت ﷺ نے سکھلائی ہیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

خون ناحق

(صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب کی شہادت پر)

ظلم کی انتہا بھی ہے کوئی؟
ظالموں کا خدا بھی ہے کوئی؟

اس مرض سے شفا بھی ہے کوئی؟
دردِ دل کی دوا بھی ہے کوئی؟

خوں خرابے سے بھر گئی دھرتی
قاتلوں کی سزا بھی ہے کوئی؟

دُور تک دیکھو اس شجاعت سے
ایسے لڑ کر مرا بھی ہے کوئی؟

زندگی وقف اور شہادت موت
اس سے بڑھ کر وفا بھی ہے کوئی؟

قتل اب بن گیا ہے اِک پیشہ
قتل کا مدعا بھی ہے کوئی؟

قاتلو! ظالمو! جفاکارو!
نوجواں کی خطا بھی ہے کوئی؟

جب سے ٹوٹی ہے عدل کی میزان
عادل ان میں ہوا بھی ہے کوئی؟

بے گناہوں کا خوں جہاں پر ہو
امن سے واں رہا بھی ہے کوئی؟

وارثانِ شہید کا حافظ!
میرا مولیٰ مرا خدا حافظ!

(راجہ نذیر احمد ظفر)

اعتذار و تصحیح: "لقاء مع العرب ۱۳؍دسمبر ۱۹۹۴ء"، مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل (۲۱؍تا ۲۷؍مئی ۱۹۹۹ء) شمارہ نمبر ۲۱ کے صفحہ نمبر ۱۱ کے چوتھے کالم کے تیسرے پیرا کی سطر نمبر ۶ میں ایک لفظ "نہ" ٹائپ ہونے سے رہ گیا ہے جس کی وجہ سے مضمون غتر بود ہو گیا ہے۔ اس جملہ کو یوں پڑھا جائے۔ "...... لیکن مدینہ کے لوگوں کا متحد ہو کر ان کے خلاف آواز نہ اٹھانا یہ ساری صورتحال اس وقت کے تمام لوگوں کو اس نقصان کا ذمہ دار قرار دیتی ہے"۔ ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

اسلامی آئین کے نفاذ کا طریق

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"آج کل عام طور پر لوگوں میں چرچا پایا جاتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہونا چاہئے مگر میری سمجھ میں یہ مسئلہ کبھی نہیں آیا۔ سوال یہ ہے کہ اسلامی آئین میرے لئے ہے یا نہیں؟ جب اسلامی آئین ہر مسلمان فرد کے لئے ہے تو مسلمان افراد اسلامی آئین پر خود عمل کیوں نہیں کرتے؟ کیا پاکستان میں کوئی ایسا قانون ہے کہ نماز نہ پڑھو یا کیا پاکستان میں کوئی ایسا قانون ہے کہ اور اسلامی احکام پر عمل نہ کرو۔ جب نہیں تو مسلمان اگر سچے دل سے اسلامی آئین کے نفاذ کے خواہش مند ہیں تو وہ نمازیں کیوں نہیں پڑھتے وہ اسلامی احکام پر عمل کیوں نہیں کرتے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان نے ایسے قانون نہیں بنائے جن کی وجہ سے ہر شخص کو نماز پڑھنے پر مجبور کیا جا سکے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر ایسا قانون پاکستان نے نہیں بنایا تو کیا پاکستان کا کوئی قانون شراب پینے پر مجبور کرتا ہے یا ناچنے گانے پر مجبور کرتا ہے یا کوئی قانون یہ کہتا ہے کہ تم نماز نہ پڑھو۔ اگر پڑھو گے تو چھ ماہ قید کی سزا دے دی جائے گی۔ جب پاکستان میں اس قسم کا بھی کوئی قانون نہیں تو اگر ہم واقعہ میں مسلمان ہیں تو ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے بنائے ہوئے قانون پر خود بخود عمل شروع کر دینا چاہئے۔ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ قانون سے پاکستان کا قانون زیادہ مؤثر ہو گا۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے قانون پر عمل کرتے ہوئے آج سارے مسلمان نمازیں پڑھنے لگ جائیں، ساری ویران مساجد آباد ہو جائیں تو کونسی گورنمنٹ انہیں اس سے روک سکتی ہے۔ پس **بجائے اس کے کہ لوگ یہ مطالبہ کریں کہ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ ہونا چاہئے ان کو اسلامی آئین خود اپنے نفوس میں جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔**

میرا یقین ہے کہ برسر اقتدار لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب مسلمان آئین اسلام کا مطالبہ کرتے ہیں تو آئینِ اسلام کے نفاذ کا مطالبہ محض وزارتوں کی تبدیلی کے لئے ہوتا ہے کیونکہ بعض اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وزارتوں کے ہم حقدار ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ سب سے بہتر طریق لوگوں میں کسی وزارت کے خلاف جوش پھیلانے کا یہی ہے کہ شور مچایا جائے کہ وزراء آئین اسلام جاری نہیں کرتے ورنہ وہ خود بھی وہی کچھ کریں جو آج کل کیا جا رہا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جو حکومت کے اختیار میں ہیں ہمارے اختیار میں نہیں مگر اس بارہ میں بھی حکومت کی طرف سے کوئی قدم اس لئے نہیں اٹھایا جاتا کہ وزراء اور لیڈر یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کا مطالبہ کرنے والے خود سنجیدہ نہیں۔ اگر سنجیدہ ہوتے تو اپنے گھروں میں اسلامی آئین پر کیوں عمل نہ کرتے؟۔

غرض ہمارے لئے سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو سچا مسلمان بنانے کی کوشش کریں اور قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد و عورت کے اختلاط کو منع کیا ہے مگر سینما سارے کے سارے مرد و عورت کے اختلاط کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ سینما کی فلم بن ہی نہیں سکتی جب تک مرد اور عورت اکٹھے نہ ہوں لیکن اگر سینما کے خلاف ہی آواز اٹھائی جائے تو آئینِ اسلام کے نفاذ کا شور مچانے والے سب سے پہلے اس کی مخالفت پر اتر آئیں۔

پس ضروری ہے کہ ہم پہلے افراد کو سچا مسلمان بنانے کی کوشش کریں۔ کچی اینٹوں سے جو عمارت تعمیر کی جائے وہ کبھی پکی نہیں ہو سکتی وہ عمارت ٹکڑے ٹکڑے ہو گی تب بھی کچی ہو گی، مکمل ہو گی تب بھی کچی ہو گی۔ اسی طرح جب تک افراد سچے مسلمان نہیں بن جاتے کبھی اسلامی حکومت قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ کچی اینٹوں کی عمارت پکی نہیں کہلا سکتی جیسی اینٹ ہو گی ویسی ہی عمارت ہو گی"۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی زبان میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

اطاعت کے روح پرور نظارے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہؓ کی ارفع شان کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:- "آنحضور ﷺ کے فیض اور صحبت اور تربیت سے اُن پر وہ اثر ہوا...... گویا بشریت کا چولہ اتار کر مظہر اللہ ہوگئے تھے اور اُن کی حالت فرشتوں کی سی ہوگئی تھی جو یفعلون ما یؤمرون کے مصداق ہیں"۔

انہی اصحاب رسول ﷺ کی بے مثال اطاعت کے کچھ نمونے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۵ و ۲۰ نومبر ۹۸ء میں مکرم مسعود احمد سلیمان صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ کی زندگیوں میں نظر آنے والا اطاعت کا بے مثال نمونہ سوائے محبت اور عشق کے ممکن ہی نہیں چنانچہ اُن کی زندگیاں عشقِ خدا اور عشقِ رسولؐ میں سرشار تھیں۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی ہر حرکت اور سکون کو بڑی باریک نظروں سے مشاہدہ کیا اور پھر اپنی زندگیوں میں جاری و ساری کردیا۔ اسی لئے اگر تاریخ انسانی میں کسی کی مکمل ترین سوانح حیات موجود ہے تو وہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

صحابہؓ کے سیرۃ رسول ﷺ کے مشاہدہ کا یہ حال تھا کہ جب حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے خلاف شرپسندوں نے الزام عائد کیا کہ آپؓ نماز بھی اچھی طرح نہیں پڑھاتے تو حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے دریافت کرنے پر یہی جواب دیا کہ: "اللہ کی قسم میں انہیں حضور ﷺ کے طریق پر نماز پڑھایا کرتا تھا، اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرتا، یہاں تک کہ جب میں عشاء کی نماز پڑھاتا تو پہلی دو رکعتوں کو لمبی کرتا اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کرتا"۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "میرا تمہارے بارے میں یہی گمان تھا"۔

اسی طرح جب صحابہؓ نے آنحضور ﷺ کو دیکھ کر وصال کے (یعنی آٹھ پہرے) روزے رکھنے شروع کئے تو آپؐ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں، میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے"۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ بعض اعمال کو، جو آپؐ کو محبوب ہوتے، بجالانے سے اس لئے رُک جاتے کہ آپؐ کو خوف ہوتا کہ صحابہ اس کی پیروی کریں گے اور اپنے اوپر لازم قرار دے لیں گے۔ یعنی امّت پر رحمت اور شفقت کرتے ہوئے آپؐ ایسے افعال سے رُک جاتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک بار فرمایا کہ جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے تو آپؐ ابھی پورا حکم نہ دے پاتے تھے کہ ہم اُسے بجالاتے تھے۔

جب شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل ہوا اور اِس کی منادی مدینہ کی گلیوں میں ہوئی تو حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ گویا ہر گھر سے شراب نکل کر گلیوں میں بہنے لگی، مٹکے ٹوٹنے لگے اور صراحیاں اوندھی ہوگئیں۔

ایک بار آنحضور ﷺ نے ایک خاتون سے پوچھا کہ اُس کی بیٹی نے جو سونے کے کڑے پہن رکھے ہیں کیا اُن کی زکوٰۃ دی ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے آگ کے کنگن پہنائے!۔ یہ سنتے ہی اُس عورت نے وہ کنگن حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ یہ اللہ اور اُس کے رسول کے لئے ہیں۔

اسی طرح ایک صحابی کے ہاتھ میں جب آپؐ نے سونے کی انگوٹھی دیکھی تو یہ فرماتے ہوئے اُسے اتار کر پھینک دیا کہ "تم کیوں آگ کے انگارے کو پکڑتے ہو اور پھر اسے اپنے ہاتھ میں رکھتے ہو"۔ جب حضور ﷺ چلے گئے تو کسی نے اُس صحابیؓ سے کہا اپنی انگوٹھی اٹھالو اور اسے فروخت کرکے فائدہ اٹھالو۔ لیکن اُس صحابیؓ نے جواب دیا "نہیں نہیں، خدا کی قسم میں کبھی بھی اُس انگوٹھی کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا جسے میرے محبوب آقا ﷺ نے پھینک دیا ہو"۔

ایک جنگی مہم کے وقت جب راہِ خدا میں مال پیش کرنے کی تحریک ہوئی تو حضرت عمرؓ نے سوچا کہ آج میں ابوبکرؓ سے زیادہ ثواب کما سکتا ہوں اور وہ اپنے گھر سے نصف سامان اٹھالائے۔ لیکن جب حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے تو انہوں نے آنحضور ﷺ کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ حضور! جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب لے آیا ہوں اور بال بچوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے اپنے آپ سے کہا کہ میں ابوبکرؓ سے کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا۔

حضرت حکیمؓ بن حزام بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے مالی امداد طلب کی تو آپؐ نے عطا فرمائی۔ پھر طلب کی تو عطا ہوئی، پھر طلب کی تو عطا ہوئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ "اے حکیم! یہ مال تو بڑا سرسبز نظر آنے والا اور میٹھا لگنے والا ہے مگر یاد رکھو جو بھی اسے نفس کی سخاوت کے ساتھ یعنی بغیر حرص اور لالچ کے حاصل کرے گا تو اُس کے لئے اس مال میں برکت رکھ دی جائے گی اور جو بھی نفس کی حرص اور لالچ سے اسے حاصل کرے گا تو اُس کے لئے ہرگز اس میں برکت نہیں ہوگی۔ اُس کا حال ایسے شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے"۔ اس نصیحت کے بعد مرتے دم تک حضرت حکیمؓ نے کسی سے کچھ مال نہیں لیا۔ حتیٰ کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور میں اپنا حصہ لینے سے بھی انکار کردیا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے تو آنحضور ﷺ کی نصیحت کے بعد اپنے غلاموں کے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا شروع کردیا تھا جیسا وہ اپنے لئے چاہتے تھے حتیٰ کہ اپنے غلام کے لئے بھی وہی لباس تیار کرواتے جیسا خود استعمال کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں ایک بار آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ اچھا آدمی ہے، کاش کہ وہ رات کو نماز تہجد ادا کیا کرے۔ چنانچہ اِس ایک فقرہ نے حضرت عبداللہؓ کی ساری زندگی میں نماز تہجد کا چراغ روشن کردیا جو پھر کبھی نہ بجھا۔ وہ رات کو بہت کم سوتے اور لمبی نماز ادا کیا کرتے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:- "اطاعت ایک بڑا مشکل امر ہے۔ صحابہ کرام کی اطاعت، اطاعت تھی"۔

حضرت عمرؓ ایک بار طواف کرتے ہوئے حجر اسود کے پاس آئے اور اُسے بوسہ دینے کے بعد فرمایا کہ یقیناً میں جانتا ہوں کہ تُو تو محض ایک بے جان پتھر ہے...... اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

صحابہ کرام سَمِعنَا وَ اَطَعنَا کی عملی تصویر تھے۔ بعض دفعہ دنیاوی معاملہ میں یہ جاننے کے باوجود کہ اطاعت میں نقصان کا اندیشہ ہے پھر بھی حرف شکایت زباں پر نہ لاتے۔ ایک مرتبہ جب آنحضور ﷺ نے بعض صحابہؓ کو کھجور کے درختوں پر نر پھولوں کے پولن کو مادہ پھولوں پر ڈالتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میرا نہیں خیال کہ ایسا کرنے سے کچھ فائدہ ہوتا ہوگا۔ صحابہؓ یہ سُن کر رُک گئے۔ لیکن جب پھل بہت کم لگا تو آپؐ کے دریافت فرمانے پر انہوں نے ساری بات عرض کردی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ "تم بعض دنیاوی معاملات میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہو۔ میں تو ایک بشر ہوں۔ جب میں تمہیں دینی معاملات میں کوئی حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور اگر دنیاوی معاملات میں اپنی رائے سے کوئی بات کروں تو اس میں غلطی کا بھی امکان ہے۔ کیونکہ میں بھی انسان ہوں"۔

یہی اطاعت کی روح ہمیں اُس صحابیؓ میں بھی نظر آتی ہے جنہوں نے گلی میں سے گزرتے ہوئے آنحضور ﷺ کی آواز سنی "بیٹھ جاؤ"۔ گو یہ ارشاد مسجد میں کھڑے ہوئے لوگوں کے لئے تھا لیکن وہ صحابیؓ گلی میں ہی بیٹھ گئے اور پھر پرندے کی طرح پھدک پھدک کر مسجد میں پہنچے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- "جس آقا کی غلامی میں ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے اور دل جیتنے ہیں عالم کے۔ میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ اس کی غلامی کے بغیر کوئی نجات نہیں ہے۔ ایک ذرہ بھی نجات کا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دائرہ غلامی سے باہر نہیں ہے"۔

☆......☆......☆

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ

فرشتہ سیرت حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی سیرۃ کے بعض واقعات روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳ /اکتوبر میں شامل اشاعت ہیں۔

حضرت مولوی صاحبؓ کے تقویٰ کا معیار ایسا اعلیٰ تھا کہ جب مکرم چودھری مشتاق احمد باجوہ صاحب مبلغ سلسلہ برطانیہ کی اہلیہ لندن آنے سے پہلے حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں دعا کیلئے حاضر ہوئیں تو آپؓ نے ایک تولیہ انہیں دیتے ہوئے فرمایا کہ مسجد فضل لندن کا یہ تولیہ غلطی سے میرے سامان کے ساتھ آگیا تھا، آپ واپس لے جائیں۔

ایک احمدی انگریز نے بیان کیا کہ روحانی اثر یوں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا مگر جب میں حضرت مولوی صاحبؓ کے پاس بیٹھتا ہوں تو مجھے کچھ محسوس ضرور ہوتا ہے جیسے کوئی غیر مرئی چیز خودبخود جسم میں سرایت کررہی ہے، حتیٰ کہ آپؓ کو کچھ فاصلہ سے آتا دیکھ کر ہی دل و دماغ پر یہ اثر چھا جاتا تھا کہ کوئی نیک آدمی آرہا ہے۔

مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہمارے گھر کے تمام افراد خارش کے شدید مرض میں مبتلا ہوگئے اور ہر ممکن علاج کے باوجود پانچ ماہ تک بیماری بڑھتی ہی رہی۔ میں نے حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کیا تو آپؓ ہمارے گھر تشریف لائے اور دالان کی دہلیز پر کھڑے ہوکر لمبی دعا کی۔ میرے خسر نے اُسی رات خواب دیکھا کہ ایک چڑیل، جس کے بال کھلے، دانت لمبے اور شکل بھیانک ہے، ہمارے گھر کے اندر بیتابی سے چکر لگارہی ہے اور باہر نکلنے کے لئے بیقرار ہے۔ اسی تگ و دو میں اُسے دروازہ میں سے راستہ نظر آیا تو وہ فوراً باہر نکل گئی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ گھر کے افراد رفتہ رفتہ ایسے صحتیاب ہوئے گویا بیماری کبھی تھی ہی نہیں۔

حکیم غلام حسن صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مولوی صاحبؓ کو تنخواہ کی رقم لاکر دی تو نماز کا وقت قریب تھا۔ آپؓ نے وہ روپے میزپوش کے نیچے رکھ دیئے اور جلدی سے وضو کرکے نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپؓ واپس آئے تو رقم غائب تھی۔ میں نے چپڑاسی پر شبہ ظاہر کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ "ہم نے آنکھوں سے تو نہیں دیکھا، اب بدظنی کرنا مناسب نہیں"۔ اور ساتھ ہی تاکید کردی کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کریں۔

☆......☆......☆

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷ نومبر ۹۸ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم ناصر احمد ظفر بلوچ صاحب رقمطراز ہیں کہ حضرت میاں صاحب میں بے پناہ جرأت تھی۔ ۱۹۸۷ء میں جب آپ کے خلاف تھانہ ربوہ میں ایک سراسر جھوٹا مقدمہ درج ہوا تو ایک ذمہ دار عہدیدار نے نہایت تشویش سے آپ کو یہ خبر سنائی۔ آپ نے آرام سے فرمایا: "تو پھر کیا ہوا، آپ کیوں پریشان ہیں، انشاء اللہ کچھ بھی نہیں ہوگا"۔ پھر فرمایا: "اگر میرے خلاف پرچہ کی وجہ سے ایک بھی احمدی کا مورال ڈاؤن ہوا تو آپ جوابدہ ہوں گے"۔

حضرت میاں صاحب کو جب بھی عدالت کی طرف سے حاضری کی اطلاع آتی تو آپ قطعاً گریز نہ کرتے اور کبھی اس خواہش کا اظہار نہ کرتے کہ حاضری معاف کروائی جائے۔ عدالت کے اندر اور باہر جب بھی کرسی پیش کی گئی تو آپ نے قبول نہ فرمائی بلکہ اپنے دیگر احمدی ملزمان کے شانہ بشانہ کھڑے رہنے کو ترجیح دیتے۔ چنانچہ انجام کار پرچہ خارج ہوا اور آپ باعزت بری ہوئے۔

حضرت میاں صاحب کو عام کارکنان سے بھی بہت محبت اور ہمدردی تھی اور اُن کی مدد کرنے میں کبھی دریغ نہ فرماتے۔ جماعتی مفاد کے لئے غیرت کا یہ عالم تھا کہ ایک بار جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے احمد نگر والے زرعی فارم سے دو گائیں چوری ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ چوری ہمارے لئے ایک چیلنج ہے، اگر ہم اپنے امام کی عدم موجودگی میں اُن کے اموال کی حفاظت نہیں کر سکتے تو اس سے زیادہ ہماری کمزوری و بے اعتنائی اور کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ پھر کئی ماہ کی مسلسل جدوجہد کے بعد ملزمان کا سراغ لگا کر مال مسروقہ برآمد کیا گیا۔

حضرت میاں صاحب کی زرعی اراضی کے پڑوس میں رہنے والے دو مفلس افراد نے چوروں کے ڈر سے اپنی دو بھینسیں آپ کے ڈیرہ پر باندھ رکھی تھیں۔ اتفاق سے دونوں بھینسیں چوری ہوگئیں۔ جب آپ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ان غریب ہمسایوں نے ہمیں مضبوط امین تصور کرکے اپنی بھینسیں باندھی تھیں۔ اب ہر حالت میں ان کی اصلی بھینسیں ہی واپس ہونی چاہئیں۔ چنانچہ آپ کی دعاؤں، محترم مرزا مسرور احمد صاحب کے اثر و رسوخ اور ڈیڑھ ماہ کی مسلسل کوشش سے دونوں بھینسیں بازیاب ہوگئیں۔ لیکن بھینسوں کی تلاش، سراغ رسانی اور واپسی تک کے تمام اخراجات سے محترم میاں صاحب نے غریب مالکان کو بے نیاز کئے رکھا اور اپنے عمل سے ثابت کردیا کہ آپ کا وجود بلاامتیاز نافع الناس اور امین تھا۔

آپ کے ایک ملازم کا بیان ہے کہ جب بھی میاں صاحب کا کوئی ذاتی نقصان ہو جاتا تو آپ رائی برابر بھی پرواہ نہ کرتے اور یہی فرماتے کہ کوئی ضرورتمند لے گیا ہوگا اس لئے کھرے اور تلاش کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے اکثر ملازمین غیر از جماعت ہیں لیکن جب بھی اُن کو کہیں سے تکلیف پہنچی تو حضرت میاں صاحب نے فوراً اُن کی مدد کی اور اپنے کسی نقصان کی فکر نہیں کی۔

مضمون نگار نے ذاتی شواہد کے حوالہ سے متعدد واقعات بیان کئے ہیں جن سے حضرت میاں صاحب کی فیاضی اور غرباء کی بے نفس ہمدردی کا پہلو نہایت شاندار دکھائی دیتا ہے۔

☆ ☆ ☆

زمین پھیلائی گئی

سورۃ الحجر آیت ۲۰ میں تین باتیں بیان کی گئی ہیں یعنی زمین کو پھیلایا گیا، اس میں پہاڑ ڈالے گئے اور اس میں ہر موزوں چیز کو پیدا کیا گیا۔ اسی طرح کا ذکر سورۃ ق آیت ۸ اور سورۃ الرعد کی آیت ۴ میں بھی ہے۔ اس بارے میں سائنسی شواہد کے حوالہ سے مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کا ایک تحقیقی مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴ نومبر ۹۸ء کی زینت ہے۔

ایک عرصہ تک سائنسدان غور کرتے رہے ہیں کہ اگر براعظم امریکہ، آسٹریلیا اور بہت سے جزائر باقی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں تو ان جگہوں پر پودوں، درختوں، کیڑوں اور جانوروں کی ملتی جلتی اقسام کیسے پائی جاتی ہیں۔ اس صدی کی ابتدا میں ایک ماہر ارضیات Wegener نے یہ نظریہ پیش کیا کہ آغاز میں زمین پر صرف ایک ہی براعظم تھا جس کی حدود کے باہر صرف سمندر ہی موجود تھا۔ پھر اس خشک زمین کے نیچے جمع ہونے والی حرارت نے اس وسیع براعظم میں شگاف ڈالنے شروع کئے اور کروڑوں سال کے عمل سے یہ شگاف بڑھتے بڑھتے نئے سمندر بن گئے اور زمین کے ٹکڑے کرہ ارض کی سطح پر پھیلتے پھیلتے ایک دوسرے سے دور ہوتے گئے۔ یہ سب کچھ اتنی آہستگی سے ہوا کہ خطہ زمین ایک سال میں محض چند سینٹی میٹر کا فاصلہ طے کرتا تھا۔ آج بھی سمندر کی تہہ میں آتش فشاں پہاڑوں کے لمبے سلسلے موجود ہیں جو ہر سال لاوا اُگل کر سمندر کے فرش کو مزید وسیع کردیتے ہیں چنانچہ بحر اوقیانوس کی چوڑائی میں اضافہ ہو رہا ہے یعنی اس کے دونوں اطراف کے براعظم پرے دھکیلے جا رہے ہیں۔ ماہرین کے مطابق تمام سمندروں کے فرش اسی طرح کم موٹائی کے ہوتے جائیں گے اور آخر کروڑوں سال بعد خشکی کے سارے ٹکڑے ایک بار پھر آپس میں مل جائیں گے۔ ایک اور نظریہ کے مطابق خشکی کا پھٹنا اور پھر اکٹھے ہونے کا عمل زمین کی تاریخ میں بار بار دہرایا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ابتداء میں جب مختلف براعظم علیحدہ ہوکر اپنے سفر پر روانہ ہوئے تو اُن میں سے بعض کا ٹکراؤ بھی ہوا۔ اس تصادم کے دباؤ کے نتیجے میں آپس میں ملنے والے حصوں کی زمین بلند ہونے لگی اور یہ ابھار عظیم الشان پہاڑی سلسلوں کی صورت میں آج موجود ہیں۔

ماہرین کے مطابق دنیا کا واحد براعظم جب ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تو نئے سمندر وجود میں آئے اور اس تبدیلی کے نتیجہ میں زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا ہوئی اور سمندروں میں کیمیاوی عوامل کے ساتھ آکسیجن کی سطح بلند ہونی شروع ہوئی جس کے بعد زندگی کی بڑے سائز کی اقسام وجود میں آئیں۔ ...... مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ قرآن کریم کا اس بارہ میں ایک ترتیب کے ساتھ بیان گہری حکمت کا مظہر ہے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:- "طفیلی طور پر یہ سب علوم خدمت دین کے لئے بطور خارق عادت قرآن شریف میں اس عجیب طرز سے بھرے ہوئے ہیں جن سے ہر ایک درجہ کا ذہن فائدہ اٹھا سکتا ہے"۔

☆ ☆ ☆

سِیل (SEAL)

پانی میں رہنے والا نرم و ملائم اور نہایت چکنے جسم اور کالے رنگ کا جانور سِیل کہلاتا ہے۔ اس کا جسم لمبا اور درمیان سے موٹا ہوتا ہے اور منہ پر لمبی مونچھیں ہوتی ہیں۔ یہ خشکی پر بھی آ جاتا ہے اور جب خشکی پر لیٹتا ہے تو اپنے پاؤں جسم کے نیچے چھپا لیتا ہے۔ اسی لئے اِس کو تارپیڈو بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے جسم کی کھال کے نیچے چربی کی موٹی سی تہہ ہوتی ہے جو نہ صرف اس کا جسم گرم رکھنے میں مدد دیتی ہے بلکہ ایسی توانائی بھی فراہم کرتی ہے کہ اِسے جلدی جلدی کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

سیل کی اکثر اقسام میں چھوٹا سا سر اور چھوٹی سی ناک ہوتی ہے۔ ایک خاص قسم کی ناک پر جھلی دار سرخ رنگ کی تھیلی ہوتی ہے جسے وہ پھلا کر اپنے سر سے بھی اونچا کر سکتا ہے۔ وہ پریشانی میں تھیلی کو پھلا لیتا ہے جو ایک سرخ غبارے کی طرح لگتی ہے اور اس سے یہ دشمنوں کو ڈرانے کا کام لیتا ہے۔ اِس کے نتھنے درز نما ہوتے ہیں جنہیں پانی میں تیرنے کے دوران بند کرلیا جاتا ہے۔ آنکھیں بڑی اور چمکدار ہوتی ہیں۔ سیل کی زیادہ تر اقسام میں سونگھنے کی طاقت بہت کم ہوتی ہے۔ اس کی مونچھیں بہت حساس ہوتی ہیں جن سے خوراک کی تلاش میں مدد ملتی ہے۔ اس کی چاروں ٹانگوں کے اختتام پر چپو کی طرح کے فلیپر ہوتے ہیں۔

سیل کی عام عمر ۴۰ سال ہوتی ہے اور اس کی اکثر اقسام گروپوں میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ یہ ہر موسم بہار میں بچوں کی پیدائش کیلئے ساحل پر آتے ہیں۔ جب مادہ سیل اپنے بچوں کو خوراک پہنچانے آتی ہے تو وہاں کئی سو بچے ہوتے ہیں لیکن ہر سیل اُن میں سے صرف اپنے ہی بچے کو خوراک مہیا کرتی ہے۔ اگرچہ اُن کی سونگھنے کی صلاحیت اچھی نہیں ہوتی تاہم وہ اپنے بچے کو بو سے پہچانتی ہے۔ چار ماہ کی عمر کا بچہ آزاد زندگی گزارنے لگتا ہے۔

سیل کے دانت نوکیلے اور تیز ہوتے ہیں لیکن چونکہ ہموار نہیں ہوتے اس لئے یہ اپنی غذا کو چبا نہیں سکتا اور چھوٹی مچھلیوں کو تو ثابت ہی نگل جاتا ہے۔ انسان اِس کی چربی، ہڈیاں اور گوشت حاصل کرنے کے لئے اِس کا شکار کرتا چلا آیا ہے۔ بعض ممالک میں اِس کی نسل کی حفاظت کی خاطر اب اِس کے شکار پر پابندی عائد ہے۔

سیل کی کچھ اقسام میٹھے پانی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ سب سے بڑا سیل جو "ہاتھی سیل" کہلاتا ہے وہ لمبائی میں ساڑھے چھ میٹر تک بڑا ہوتا ہے اور وزن کے لحاظ سے وہیل کے بعد سب سے بڑا سمندری جانور ہے۔ یہ انٹارکٹیکا میں پایا جاتا ہے۔ یہ معلوماتی مضمون مکرمہ عفت مسعود صاحبہ کے قلم سے ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" نومبر ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے۔

☆ ☆ ☆

محترم مولانا شیخ عبدالقادر صاحب

محترم مولانا شیخ عبدالقادر صاحب کے مختصر حالات زندگی اور قبول احمدیت کا بیان ۲۳ اگست ۹۶ء کے شمارہ کے اسی کالم میں ہو چکا ہے۔ مکرم خالد ہدایت بھٹی صاحب کے قلم سے محترم مولانا صاحب مرحوم کا تفصیلی ذکر خیر روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶ نومبر ۹۸ء میں بھی شامل اشاعت ہے جس میں بیان شدہ اضافی مضمون ذیل میں پیش ہے۔

۱۹۳۴ء میں محترم مولانا شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگر مل) نے باقاعدہ مربی کے طور پر کام شروع کردیا اور ابتداء میں حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ کی زیر نگرانی خدمت بجا لانی شروع کی۔ محترم مولانا شیخ صاحب اگرچہ طبعی حجاب رکھتے تھے لیکن بہت شاندار مناظر تھے اور مناظرے کے دوران پُرجوش اور پُرتاثیر آواز سے گفتگو کرتے تھے۔ تحریر میں بھی شوق تھا اور تاریخی امور کی طرف رجحان تھا۔ تذکرہ کی ابتدائی ترتیب میں آپ کا خاص حصہ تھا۔ آپ ایک عرصہ تک کراچی میں مبلغ انچارج رہے، فیصل آباد، شیخوپورہ، سرگودھا اور لاہور میں بھی تعینات رہے۔ آپ نے متعدد کتب بھی تصنیف کیں جن کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ ایک مقبول کتاب "سیرۃ سید الانبیاءؐ" خلافت جوبلی کے موقعہ پر ۱۹۳۹ء میں شائع ہوئی اور نصاب تعلیم میں بھی شامل رہی۔ دوسری کتاب حضرت مسیح موعودؑ کی سیرۃ پر "حیات طیبہ" کے نام سے ۵۹ء میں لکھی۔ ۴۹۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ ۶۳ء میں ۷۶۸ صفحات پر مشتمل "حیات نورؓ" لکھی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سوانح عمری تھی۔ اور ۶۴ء میں ۵۰۴ صفحات پر مشتمل کتاب "حیات بشیر" میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حالات زندگی مدون کئے۔

محترم مولانا صاحب کی آخری کتاب لاہور کی تاریخ احمدیت ہے جو تحقیق و تدقیق اور مؤرخانہ رجحان کا شاہکار ہے۔ ۶۲۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ۱۹۶۶ء میں لکھی گئی۔

۶ نومبر ۶۶ء کو محترم مولانا صاحب پر اُس وقت فالج کا اچانک حملہ ہوا جب آپ ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے بعض دفتری ہدایات لے رہے تھے۔ حضورؒ کی ہدایت اور نگرانی میں پہلے آپ کو ربوہ میں طبی امداد دی گئی پھر لاہور منتقل کردیا گیا لیکن ۱۸ نومبر ۱۹۶۶ء کو آپ کی وفات ہوگئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

☆ ☆ ☆

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

04/06/99 - 10/06/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 4th June 1999
19 Safar1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No. 33
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 147 Rec: 11.04.96 (R)
02.15	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 08.03.86
03.30	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.35	Learning Arabic: Lesson No.43 (R)
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.38 Rec: 20.09.94(R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Corner: Quran Pronunciation(R)
07.25	Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 17.11.94
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.147 (R) Rec: 11.04.96
09.45	Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service: Tilwat, Hadith
11.25	Bengali Service
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Darood Shareef
13.00	Friday Sermon: LIVE
14.00	Documentary: art and craft, From Silanwali
14.20	Rencontre Avec Les Francophones(New)
15.25	Friday Sermon: Rec: 04.06.99(R)
16.30	Children's Corner: Let's Learn Salat, Lesson No. 12
16.55	German Service: "Quran and Bibel" more..
17.30	German Service: Wilkommen ......
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 02.06.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.148 Rec: 16.04.96
20.45	MTA Belgium: Q/A With Hazoor, Pt 1
21.15	Medical Matters: "Teeth Problems"Pt 1
21.50	Friday Sermon: Rec: 04.06.99
22.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 5th June 1999
20 Safar 1420

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Let's Learn Salat No 12
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 148 (R)
02.15	Friday Sermon: Rec: 04.06.99 (R)
03.15	Urdu Class(New): (R)
04.20	Computers for Everyone: Part 1 (R)
04.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilwat, Dars ul Hadith, News
06.50	Children's Corner: Let's Learn Salat No.12
07.20	MTA Mauritius: Children's Class Maurice
08.05	Medical Matters: Teeth Problems, Part1(R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 148 (R)
09.45	Urdu Class (New): With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.50	Learning Danish: Lesson No. 26
13.15	Computers For Everyone: Part 1 (R)
14.00	Bengali Service:
15.05	Children's Class(New): with Huzoor Rec:05.06.99
16.10	Children's Corner: Quran Quiz Pt 53
16.25	Hikayat e Shereen: Story No. 2 (R)
16.50	German Service:
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.25	Urdu Class (New): With Huzoor Rec: 04.06.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.149 Rec: 17.04.96
20.45	Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.44
21.05	Children's Class (New): With Huzoor (R)
22.10	Q/A Session with Huzoor: from London Rec: 07.06.98,

Sunday 6th June 1999
21 Safar 1420

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
01.05	Children's Corner: Quran Quiz, No.53 (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.149 (R)
02.25	Canadian Horizons: Children's Class NoI
03.20	Urdu Class(New): With Huzoor (R)
04.25	Learning Danish: Lesson No. 26 (R)
04.55	Children's Class(New): with Huzoor (R)
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Quran Quiz, Part 53(R)
06.55	Q/A Session: with Huzoor, from London Rec: 07.06.98 (R)
08.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.149 (R)
09.50	Urdu Class(New): With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.50	Learning Chinese: Lesson No. 127
13.20	Friday Sermon: Rec: 04.06.99 (R)
14.15	Bengali Service:
15.15	Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 12.11.95, Part 2
16.15	Children's Corner: Children's Class With Huzoor, Lesson No.14, Part 1
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.35	Urdu Class(New): With Huzoor Rec: 05.06.99
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.150 Rec: 18.04.96
20.50	Albanian Prog: Q/A Session with Huzoor Rec: 16.05.97, in Hamburg, Germany
21.30	Dars ul Quran: Lesson No.12 Rec:03.01.99, Surat Nisa, V116
23.00	Mulaqat With Huzoor: Rec:12.11.95 Pt2(R)

Monday 7th June 1999
22 Safar 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: Children's Class with Huzoor, Lesson No.14, Part 1 (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 150 (R)
02.25	MTA USA: Golden Gate Bridge, Part 2
03.05	Urdu Class(New): with Huzoor (R)
04.25	Learning Chinese: Lesson No.127 (R)
04.55	Mulaqat With Huzoor: Rec:12.11.95 Pt2(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.45	Children's Class: Lesson No.14, Pt1 (R)
07.15	Dars ul Quran: Lesson No.12(R)
08.45	Liqa Ma'al Arab Session No. 150 (R)
09.45	Urdu Class(New): With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.19
13.10	MTA Sports: Kabadi Semi-Final Faislabad vs Gujranwala
13.55	Bengali Service:
14.55	Homeopathy Class: Lesson No. 39 Rec: 31.09.94
15.55	Children's Corner: Class with Huzoor Lesson No.14, Part 2
16.25	Children's Corner: Nazm Competition, Pt 2
17.00	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: With Huzoor
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.151 Rec: 23.04.96
20.45	Turkish Prog: Introduction to Ahmadiyyat Programme No.8A
21.20	Rohani Khazaine: Braheen e Ahmadiyyat Session No.1
21.55	Homoeopathy Class: Lesson No.39(R)
23.35	Learning Norwegian: Lesson No.19 (R)
23.40	Documentary: The History of the Viking Land of Norway, Part 2

Tuesday 8th June 1999
23 Safar 1420

00.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50	Children's Class: with Huzoor (R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.151 (R)
02.35	MTA Sports: Kabadi Semi-Final (R)
03.15	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.20	Learning Norwegian: Lesson No.19 (R)
04.50	Homoeopathy Class: Lesson No.39 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.50	Children's Class with Huzoor (R)
07.15	Pushto Programme: Friday sermon Rec: 21.11.97 With Saraiky Translation
08.15	Rohani Khazaine: Braheen e Ahmadiyyat
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.151 (R)
09.50	Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.5
13.00	From The Archives: Friday Sermon, Rec. 14.04.89
14.15	Bengali Service
15.15	Tarjumatul Quran Class: With Huzoor
16.15	Children's Corner: Correct Pronunciation Of The Holy Quran, Lesson No.34
16.35	Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
16.55	German Service:
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: With Huzoor
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.152 Rec: 24.04.96
20.50	Norwegian Service: Contemporary Issues 8
	The books of The Promised Messiah (AS)
21.20	Hamari Kaenat: No.2
21.50	Tarjumatul Quran Class: With Huzoor (R)
23.00	Learning Swedish: Lesson No.5 (R)
23.20	Speech: Seerat Hadhrat Hafiz Ghulam Rasool Sahib (RA), By Mohammad Azam Akseer Sahib

Wednesday 9th 1999
24 Safar 1420

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.35	Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran, Lesson No.34 (R)
01.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.152 (R)
02.10	From the Archives: F/S With Huzoor (R) Rec: 14.04.89
03.25	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.30	Learning Swedish: Lesson No.5 (R)
04.50	Tarjumatul Quran Class: With Huzoor (R)
06.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.50	Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran, Lesson No.34 (R)
07.20	Swahili Service: Seerat un Nabi (SAW)
08.10	Hamari Kaenat: No.2 (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.152 (R)
09.50	Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning German: Lesson No.7
13.15	Tabarukaat: Speech by Abul Ata Jalandhari Sahib
13.55	Bengali Service: Friday Sermon, Rec: 28.06.96
15.10	Tarjumatul Quran Class: With Huzoor Lesson No.4, Rec:04.08.94
16.15	Children's Corner: Guldasta No.1
16.55	German Service: Reis ins Licht, Rogenbogen,.......
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30	Urdu Class: With Huzoor (R)
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.153 Rec: 25.04.96
20.40	French Programme: Le Siecle Du Messie Promis, Emission No.1
21.45	MTA Lifestyle: Al Maidah By Lajna Rawalpindi and Islamabad
21.50	MTA Lifestyle: Hunar Organised by Lajna Okara, Pakistan
22.10	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.4 (R)
23.10	Learning German: Lesson No.7 (R)

Thursday 10th June 1999
25 Safar 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: Guldasta No.1 (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.153 (R)
02.30	Canadian Horizons: A discussion about Khan Farzana Ali Khan Sahib Host; Naseem Mehdi Sahib
03.10	Urdu Class: With Huzoor (R)
04.15	Learning German: Lesson No.7 (R)
04.50	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.4 (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40	Children's Corner: Guldasta No.1 (R)
07.15	Sindhi Programme: Friday Sermon, Rec: 07.11.97
08.20	MTA Lifestyle: Al Maidah (R)
08.30	MTA Lifestyle: Hunar (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.153 (R)
09.50	Urdu Class: With Huzoor (R)
10.55	Indonesian Service:
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No.44
12.55	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 18.07.86
14.05	Bengali Service: Session with Huzoor Rec: 21.01.94
14.55	Bengali Service: A Taleem Programme
15.05	Homoeopathy Class: Lesson No.40 Rec:01.11.94
16.05	Children's Corner: Correct Pronunciation of The Holy Quran
16.55	German Service: Geschicte des Islam, ...
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.35	Urdu Class: With Huzoor (R)
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.154 Rec:30.04.96
20.40	Speech: by Ata ul Mujeeb Rashid Sahib Topic: Seerat un Nabi (SAW), J/S 1998
21.20	Quiz: History of Ahmadiyyat, Last Part
22.00	Homoeopathy Class: Lesson No.40 (R)
23.05	Learning Arabic: Lesson No.44 (R)
23.20	Urdu Adab ka Ahmadiyya Dabistan

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, June 4, 1999 | Issue No. 23

جماعت احمدیہ ہالینڈ کے

بیسویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب انعقاد

دعوت الی اللہ کے کام کو سنجیدگی اور دعاؤں سے کریں

ترجمہ نماز سیکھنے کے حوالہ سے لجنہ اماء اللہ ہالینڈ کی کوششوں پر خوشنودی کا اظہار

سورۂ کہف کی آخری آیات کے حوالہ سے دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے اہم نصائح

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی بابرکت شرکت

افتتاحی و اختتامی خطابات، لجنہ سے خطاب اور مجالس سوال و جواب

الحمدللہ مورخہ ۳ر تا ۵ راپریل جماعت احمدیہ ہالینڈ کا ۲۰واں جلسہ سالانہ کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس سال یہ جلسہ مسجد میں منعقد ہونے کی بجائے باہر پنڈال میں ہوا۔ اس جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ ہمارے پیارے آقا نے شفقت فرماتے ہوئے بنفس نفیس اس میں شمولیت فرمائی۔ اور جلسہ کے تینوں دن اپنے پر معارف خطابات سے نوازا۔

جلسہ کے انتظامات کے لئے مکرم و محترم امیر صاحب نے بہت پہلے سے ہی ایک انتظامیہ کمیٹی مقرر کر دی تھی جس نے تمام انتظامات خوش اسلوبی سے بروقت مکمل کر لئے۔ اس دفعہ جلسہ گاہ کو خوبصورت بینرز سے سجایا گیا۔ ایک خصوصی سٹیج بھی تیار کیا گیا اور پیچھے ایک بہت بڑا بینر تیار کر کے لگایا گیا۔ اس جلسہ میں بشمول ہالینڈ، بلجیم، جرمنی اور انگلستان کے تقریباً ۱۹۷۶ احباب شامل ہوئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی ہالینڈ میں آمد

اس جلسہ میں شرکت کے لئے خصوصی طور پر حضور انور ایدہ اللہ مورخہ ۲ر اپریل کو نماز جمعہ کے بعد لندن سے روانہ ہوئے اور رات بلجیم کے مشن ہاؤس واقع برسلز میں مع اپنے قافلہ کے قیام فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ کو خوش آمدید کہنے کی غرض سے مکرم و محترم امیر صاحب ہالینڈ بمع اپنے رفقاء کے مورخہ ۳ر اپریل بروز ہفتہ صبح نو بجے بلجیم مشن ہاؤس پہنچ گئے۔ بعد ازاں قریباً دس بجے وہاں سے حضور انور ہمراہ قافلہ کے نن سپیٹ، ہالینڈ کے لئے روانہ ہوئے اور قریباً ۱۲ بجے سارا قافلہ نن سپیٹ ہالینڈ پہنچ گیا۔ کارکنان جلسہ ہالینڈ پہلے ہی سے حضور انور کے والہانہ استقبال کے لئے لائنوں میں کھڑے تھے۔ حضور نے تمام کارکنان کو ازراہ شفقت مصافحہ کا شرف بخشا۔

جلسہ سالانہ کا آغاز

مورخہ ۳ر اپریل بروز ہفتہ سوا چار بجے سہ پہر جلسہ سالانہ کا آغاز پرچم کشائی سے ہوا۔ حضور انور نے لوائے احمدیت اور محترم امیر صاحب ہالینڈ نے ہالینڈ کا قومی پرچم لہرایا۔ بعد ازاں افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ حسب روایت اس اجلاس کا آغاز اللہ تعالیٰ کے پاک کلام سے ہوا اور پھر نظم پڑھی گئی۔

افتتاحی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں تبلیغ کے میدان میں ہونے والی سستیوں کی طرف توجہ دلائی۔ جرمنی کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آپ بھی اس میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ حضور نے فرمایا کہ صرف ہالینڈ کی قوم ہی ہدایت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ یورپ میں اکثر یہی حال ہے۔ ان کی بڑائی دنیا کے لحاظ سے جو انہیں نصیب ہے وہ ان کی ہدایت کی راہ میں حائل ہے اور یہی ہونا تھا، یہی مقدر ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ تیسری جنگ عظیم کے بعد اس قوم کے تکبر کے سر کو نہیں توڑتا یعنی ہالینڈ نہیں بلکہ مغربی قوم کے تکبر کا سر نہیں توڑتا فی الحقیقت ان کے اندر پوری انکساری پیدا نہیں ہو سکتی جو اسلام قبول کرنے سے پہلے لازم ہے۔

پھر حضور انور نے فرمایا کہ آج میں یہاں پر نئی طرح کی شوریٰ کا اعلان کر رہا ہوں۔ ابھی میرے خطاب کے بعد تمام حاضرین بیٹھ کر مشورے کے ساتھ Ethnic گروپ تشکیل دیں۔ مثال کے طور پر باہر سے آنے والے جن کو ہالینڈ کی شہریت مل چکی ہے مثلاً سرینام، مغربی و مشرقی قومیں، الجیریا، مراکش، ترکی وغیرہ کے کثرت سے باشندے ہیں۔ اس شوریٰ میں ایسے گروپ تشکیل دیں جو اپنے ممالک کے لوگوں میں تبلیغ کرنے کے حوالے سے مشورہ کریں اور تجاویز مرتب کر کے امیر صاحب کو پیش کریں اور پھر یہ تجاویز حضور نے فرمایا مجھے بھجوائیں۔

نیز فرمایا کہ اپنی احمدی بچیوں کو بھی جماعت کے کاموں میں مصروف رکھیں۔ انگلستان کی مثال دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہاں پر ہماری بچیاں بائبل پر کمنٹری لکھنے کا کام کر رہی ہیں اور یہ بالکل پہلا موقع ہے کہ اس قسم کا کام ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے کبھی بھی بائبل پر کمنٹری نہیں لکھی گئی۔

آخر پر حضور نے فرمایا کہ یورپ میں بسنے والے احمدیوں کے آباؤاجداد نے جماعت کے لئے کافی قربانیاں کی ہوئی ہیں اس حوالے سے آپ اپنی فکر کریں اور اپنے آباؤاجداد کا خیال کریں۔

ڈچ احباب کے ساتھ تبلیغی نشست

جلسہ کے پہلے روز شام کو ڈچ مقامی احباب کے ساتھ حضور کی ایک تبلیغی نشست کا انعقاد ہوا۔ کافی مہمانوں نے سوالات کئے جن کے حضور نے جامع اور مکمل جوابات دئے۔ اس محفل میں شامل ہونے والے ایک مہمان نے اگلے روز حضور انور سے ملاقات کرنے کے بعد بیعت کر لی۔ الحمدللہ۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے

بیسویں سالانہ اجتماع کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی بابرکت شمولیت، خدام سے خطاب، مجالس سوال وجواب و مجلس عرفان کا انعقاد

(جرمنی) : مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کو ۱۴ر تا ۱۶ر مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اپنا بیسواں سالانہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ کامیابی کے ساتھ بادکروئزناخ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت امسال بھی بنفس نفیس اجتماع میں شمولیت فرما کر برکت بخشی اور اپنے خطابات و ہدایات سے نوازا۔

۱۴ر مئی بروز جمعۃ المبارک تقریباً پونے دو بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے لوائے خدام الاحمدیہ اور لوائے جرمنی لہرایا اور دعا کروائی۔ اس کے معابعد حضور نے پنڈال میں تشریف لے جا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ (خطبہ جمعہ کا خلاصہ الفضل انٹرنیشنل میں الگ شائع ہو چکا ہے)۔ اجتماع کے ایام میں حسب روایت باجماعت نماز تہجد اور فجر کے بعد درس کا التزام رہا۔ تینوں روز خدام واطفال کے مختلف علمی وورزشی مقابلہ جات ہوئے جن میں مختلف ریجنز سے کوالیفائی کر کے آنے والی ٹیموں نے حصہ لیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بنفس نفیس والی بال، کبڈی، باسکٹ بال اور فٹ بال کے مقابلہ جات کو دیکھنے کے لئے تشریف لے جا کر خدام کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ علمی مقابلہ جات میں سے مقابلہ نظم کا فائنل حضور انور کی موجودگی ہی میں منعقد ہوا۔

ہفتہ کی صبح حضور ایدہ اللہ اطفال کے درمیان رونق افروز ہوئے اور ان کے دلچسپ سوالات کے جوابات عنایت فرمائے۔ اسی روز شام کو حضور نے خدام میں تشریف فرما ہو کر مجلس عرفان سے سب کو مستفید فرمایا۔ اجتماع میں پاکستانی احمدی خدام کے علاوہ کثرت سے دیگر اقوام خصوصاً البانین، عرب اور ترک خدام بھی شامل ہوئے۔ ان کے لئے خصوصی طور پر علمی وورزشی مقابلہ جات کا الگ انعقاد بھی کیا گیا۔ نیز ان کے لئے دوران اجتماع مختلف پروگراموں کے آٹھ زبانوں میں رواں ترجمہ کا انتظام بھی موجود رہا۔ جس سے انہوں نے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ اس مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ نے تمام نو احمدی خدام کو ازراہ شفقت شرف مصافحہ سے نوازا۔

اس اجتماع میں ساڑھے چار ہزار خدام، اٹھارہ سو اطفال اور چھ سو سے زائد نو احمدی خدام کے علاوہ ایک ہزار سے زائد انصار بھائی بھی خدام کی حوصلہ افزائی کے لئے تشریف لائے۔ مقامی شہر بادکروئزناخ جہاں گزشتہ چند سالوں سے ہمارا اجتماع منعقد ہوتا ہے وہاں کے شہر کی انتظامیہ نے اس مرتبہ خواہش کا اظہار کیا کہ وہ ہمارے ساتھ ایک ہاکی کا دوستانہ میچ کھیلنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ہفتہ کے روز یہ دلچسپ میچ ہوا جس میں بفضلہٖ تعالیٰ ہماری ٹیم کو کامیابی ہوئی۔

اتوار ۱۶ر مئی ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام سے اختتامی خطاب فرمایا اور خدام و اطفال کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ اپنے خطاب میں حضور ایدہ اللہ نے خدام کو دعوت الی اللہ سے متعلق عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں کی یاددہانی کروائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ان ارشادات پر کماحقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(رپورٹ: محمد الیاس مجوکہ، سیکرٹری اجتماع)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔